بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر
ہفت روزہ — قادیان

ایڈیٹر: صلاح الدین ملک ایم۔اے
اسسٹنٹ ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ممالک غیر ۷ ۱/۲ روپے
فی پرچہ ۲ر

تواریخ اشاعت ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۳ || ۷ تبوک سنہ ۱۳۳۳ ہش ۸ محرم ۱۳۷۴ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۵۴ء || نمبر ۳۴

مسلمان ملک کی دولت ہیں!

(ڈاکٹر شنکر داس مہرہ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس)

میرے مضمون کی یہ سرخی میرے چند دوستوں کو چونکا دے گی، وہ کہیں گے کہ ایسا کیوں؟ کیا ہندو سکھ عیسائی، بودھ ہند کی دولت نہیں۔ ہاں ہیں۔ مگر مسلمانوں کو فوقیت حاصل ہے۔ اس کا کارن ہند کی جغرافیائی پوزیشن ہے۔ اگر ہم سرسری نظر دنیا کے نقشہ پر ڈالیں گے تو ہم دیکھیں گے کہ ہند کی تین اسرحدیں مسلمان ریاستوں سے گھری ہوئی ہیں۔ ہمارے مغرب میں دریائے راوی سے لے کر مراکش تک انسانوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے جس کا مذہب اسلام ہے۔ ہمارے جنوب میں ملایا اور انڈونیشیا ہیں۔ جہاں کی اکثریت مسلمان ہے۔ ہمارے مشرق میں مشرقی پاکستان ہے۔ یہ ممالک ہند کو گوری قوموں سے جدا کرتے ہیں اور ایک طرح سے ہند کی ڈھال ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہم اپنی ہمسایہ قوموں سے بگاڑ کر سکھ اور چین سے نہیں رہ سکتے۔ یہ بقا کا سیدھا سوال ہے۔ خاصکر اس وقت جبکہ ہمیں حقیقی خطرہ گوری قوموں سے ہو۔

یہ گوری قومیں بڑی خطرناک ہیں۔ ان کے جاسوس اپنا مطلب نکالنے کے لئے دوسروں کا مذہب تک اختیار کر لیتے ہیں۔ کرنل لارنس کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ یہ شخص مسلمان ہوا۔ اسلامیات کا ماہر بن کر عربوں میں عربوں کی طرح رہنے لگا۔ لیکن اس نے اپنا مشن جاری رکھا۔ اور بالآخر ٹرکی ایمپائر کے ٹکڑے ٹکڑے کرانے میں کامیاب ہوگیا۔ ہند کی تاریخ میں بھی ایک انگریز مٹکاف آیا اور ہندو سکھوں کو الگ کرا گیا۔ اسی طرح ہندو مسلمانوں میں تفریق ڈالی لیکن اب آزاد ہونے کے بعد حالات بدل گئے ہیں۔

اسلامی ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھنا بہت ضروری ہے۔ اور اس معاملہ میں ہندوستان کے مسلمان بہت کچھ پارٹ ادا کر سکتے ہیں۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں کو مطمئن کیا جائے۔ ہندی مسلمان بھی آزاد بھارت کے ایسے ہی لال ہیں جیسے کہ دوسرے، وطن سے محبت اور وفاداری یہ انسان کا قدرتی خاصہ ہے کوئی بھی انسان وطن دشمنی کا گناہ نہیں کرتا۔ جب تک اس کے خاص وجوہ نہ ہوں اس لئے صرف مسلمان سے وفاداری کا ثبوت مانگنا یا انہیں قومی غدار کہنا کسی طرح مناسب نہیں۔ اگر آج ہندی مسلمانوں میں ہیجان پایا جاتا ہے اس کی بھی وجوہ ہیں۔ ہمیں اُسے سمجھنا اور دور کرنا چاہیئے۔

ہندی مسلمان کیا چاہتا ہے

جہاں تک میں سمجھتا ہوں بھارت کا مسلمان آج رعایت نہیں مانگتا صرف انصاف چاہتا ہے۔ وہ اپنا نجی حق مانگتا ہے۔ کہ بحیثیت مسلمان ہونے کے اس پر شک نہ کیا جائے۔ اسکی حق تلفی نہ ہو۔ وہ چاہتا ہے کہ برادران وطن ماضی کی تلخ یاد بھلا کر مستقبل کی بات کریں اور نفرت چھوڑ کر انصاف پر آمادہ ہوں۔ حال میں مسلمانوں نے اپنی وفاداری کا زندہ ثبوت دیا ہے۔ کرنل عثمان نے کشمیر میں وطن عزیز پر اپنی جان قربان کر دی۔ شری قدوائی نے فوراک کا مسئلہ حل کر کے ہند کو اقتصادی غلامی سے بچا لیا مولانا آزاد نے سارے ہندوستان میں ہندی کو رائج کیا۔ آج سارے ملک میں ہندو مسلم سکھ عیسائی بچے چاہے وہ پنجابی ہوں یا بنگالی یا مدراسی یا مرہٹی گجراتی یا بہاری سب ہندی پڑھ رہے ہیں۔ جو کام پاکستان نہ کر سکا وہ ہند میں سرانجام پا گیا ہے۔ یہ مولانا صاحب کا ہی تدبر ہے کہ ہند میں زبان کے معاملے پر سر پھٹول نہیں ہوئی۔ اگر وہ شری ٹنڈن اور ان کے ساتھیوں کی بات مان کر زبردستی کرتے تو شاید ملک زبان کے مسئلے پر ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا۔

مسلمانوں کی نجی شکائتیں

ہندی مسلمان کی سب سے بڑی مانگ جان و مال کی حفاظت اعزت و ناموس اور عبادت گاہوں کا تحفظ ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے اسے نہ ستایا جائے۔ آخر وہ بھی قوم کا ایک حصہ ہے اور اسے قوم کا ایک حصہ تصور کیا جانا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ اس کے ننگ و ناموس، جان و مال کی حفاظت پاکستان کے اقلیتی وزیر کی ذمہ داری ہو۔ وہ سب نیشنل نہیں بلکہ پورا نیشنل ہو کر بھارت میں رہنا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کی حفاظت کی ضامن ہند سرکار اور ہند کے عوام ہیں۔

تحریک مسلم ماس کنٹیکٹ

آج بھارت کو سب سے بڑی ضرورت مسلم ماس کنٹیکٹ کی تحریک ہے۔ اگر ہم بطور عوام اور سرکار ہندی مسلمانوں کو مطمئن کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ تو ہماری تمام قومی مشکلیں حل ہو جاتی ہیں۔ یہ پاک امریکن گٹھ جوڑ یہ سیڈا اور سیٹو کا چرچا سب فنا ہو جاتے ہیں۔ اور یورپی سامراج ایک دم ختم ہو جاتا ہے۔ یہ سیدھی سادی سیاست ہر غیر مسلم ہندی کو سمجھنی چاہیئے۔ غصے اور بچھلی تلخ باتوں سے کوئی فائدہ ہونے والا نہیں۔

ہوم منسٹری سے اپیل

آخر میں چند سطور میں بھارت سرکار کا دھیان ایک بے انصافی کی طرف دلوانا چاہتا ہوں۔ بھارت کے سیکرٹریٹ میں پہلے ہی بہت کم مسلمان افسر ہیں۔ کیونکہ اکثریت پاکستان چلی گئی جو رہ گئے وہ ہیں جو دو قوموں (رباقی صفحہ ۳ پر)

اخبار احمدیہ

کنری (سندھ) ۱۲ اگست۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اب بفضلہ تعالیٰ بہتر ہو رہی ہے۔

ناصر آباد (سندھ) ۲۷ اگست۔ حضور کا گلا خراب ہے اور پیٹ میں درد کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

مہتمم مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ربوہ سے آئے ہیں۔ ذکر کرتے ہیں کہ حضور ۱۴ اگست کو ربوہ تشریف لے آئے تھے۔ حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

لاہور۔ ۲۳ اگست حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے خاکسار (ایڈیٹر) کو تحریر فرمایا کہ "مجھے اب خدا کے فضل سے کافی افاقہ ہے۔ کچھ چل پھر بھی لیتا ہوں۔ مگر ابھی حالت یہ ہے کہ ذرا سی کوفت سے دل پر بوجھ پڑ جاتا ہے۔ اور چونکہ دل کے اعصاب کو نقصان پہنچ چکا ہے ڈاکٹروں نے آئندہ بہت احتیاط کی تاکید کی ہے کہ ہر قسم کی جسمانی اور دماغی کوفت سے بچا جائے۔"

۲۶ اگست محترم صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب کا تار موصول ہوا کہ حضرت ام ... کو ... کا شدید دورہ پڑا ہے دعا کی جائے۔ چنانچہ بعد مغرب مسجد مبارک میں اجتماعی دعا کی گئی۔ اور صدقہ کے طور پر ایک بکرا ذبح کیا گیا۔ اور کچھ نقدی بھی تقسیم کی گئی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ۲۴ اگست کو گیارہ بجے طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ اور دو بجے تک زیادہ تکلیف رہی ٹیکے وغیرہ لگائے گئے۔ اور ۲۵ اگست کو پھر سانس کی تکلیف کا دورہ شام چھ بجے کے قریب شروع ہوا۔ اور ساتھ گلے میں چوکنگ کی بھی بہت سخت تکلیف رہی۔ اس کے ساتھ گھبراہٹ اور بے چینی بھی بہت زیادہ تھی۔ رات ۹ ۱/۲ بجے پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ سانس کی تکلیف کی وجہ سے آکسیجن دی گئی۔

۳۰ اگست کی اطلاع ہے کہ آپکو لگاتار تین دن سے سانس کی تکلیف ہو رہی ہے۔ حالت ... بجاور آج شام ۶ بجے کے قریب ۷ بجے رات تک بہت سخت ... کی طبیعت میں کافی فکر دی ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

ربوہ ۲۲ اگست۔ سید داؤد ناصر صاحب حرم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ٹمپریچر ابھی نارمل نہیں ہوا۔ اور اس کے ساتھ ضعف بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

مبلغ سوئٹزرلینڈ کو حادثہ

(بذریعہ تار) ۲۳ اگست۔ شیخ ناصر احمد صاحب مبلغ سوئٹزرلینڈ اور انکی اہلیہ محترمہ کو ایک تبلیغی دورے پر جاتے ہوئے سوئٹزرلینڈ میں مونٹریکس کے مقام پر موٹر کا شدید حادثہ پیش آیا۔ دونوں کے سر میں چوٹیں آئیں۔ اب ہسپتال میں داخل ہیں۔ شیخ صاحب کی حالت ہفتہ کے روز خطرناک تھی۔ اب بحمد اللہ بہتر ہو رہی ہے۔ اور خطرہ سے باہر ہے۔ سر اور چہرہ کی چوٹوں کے علاوہ آپکے بائیں گھٹنے کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی ہے۔ ان کی اہلیہ محترمہ کو خفیف چوٹیں آئی ہیں۔

(۲۵ اگست بذریعہ تار) حادثہ کے بعد تیسری رات بے چینی سے گذری۔ کل گرمی کی تکلیف دوبارہ ہو گئی۔ بلڈ پریشر کی تکلیف میں اب افاقہ ہے۔ اہلیہ محترمہ کی حالت بھی بہتر ہے (۲۸ اگست) ...

بھائی عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے داما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

(۱) کلام الٰہی سے کچھ

عمل صالح کا مطلب

الیہ مرجعکم جمیعاً ...... لیجزی الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت بالقسط ..... الآیۃ (یونس آیت ۵)

۲- اس آیت میں جو عمل صالح کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان میں فردی اور قومی ترقی کا ایک بہت بڑا نکتہ ہے۔ لوگ اس کا ترجمہ نیک عمل کرتے ہیں۔ مگر اس کے معنے نیک عمل کے نہیں ہیں بلکہ نیک اور مناسب حال عمل کے ہیں یعنی عمل نیک بھی ہو اور موقعہ کے مطابق بھی ہو۔ مثلاً یہ نہ ہو کہ جہاد کے لئے جا رہا ہو۔ اور روزے رکھنے لگے۔ روزے ایک نیک عمل ہیں۔ مگر جہاد کو جاتے وقت مناسب حال عمل نہیں ہیں۔

اسی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جہاد کے موقعہ پر فرمایا۔ کہ آج بے روزہ روزے داروں سے بڑھ گئے۔ کیونکہ روزہ دار تو بوجہ روزہ کی تکلیف کے کیمپ کا انتظام نہ کر سکے اور بے روزوں نے فوراً کیمپ کو تیار کر لیا۔

اور حق یہ ہے کہ فردی اور قومی ترقی ہر عمل خیر سے نہیں ہوتی۔ بلکہ عمل صالح سے ہوتی ہے مسلمانوں نے اس نکتہ کو نہیں سمجھا اور جس وقت اسلام کو سخت جہاد علمی کی ضرورت تھی اس وقت ان کے مذہبی آدمی معتکف بن کر اور تسبیحیں پکڑ کر گھروں میں بیٹھے رہے۔ اور ان اعمال سے غافل رہے جو کہ قومی ترقی کے لئے ضروری تھے۔ ان کا کام تھا کہ مسلمانوں میں عملی قوت پیدا کرتے اور ان کے اخلاق کو درست کرتے اور علوم جدیدہ کے حاصل کرنے کی ترغیب دیتے اور ان میں اتحاد عمل پیدا کرتے۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ انکی نمازیں اور روزے اسلام اور مسلمانوں کو ہلاکت سے نہ بچا سکے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا کہ عمل صالح کے نتیجہ میں کامیابی ملتی ہے اور ان لوگوں کے اعمال گو مذہب کے مطابق تھے مگر مناسب حال نہ تھے پس خدا تعالیٰ کا قانون توڑنے کی وجہ سے انہوں نے بھی اور دوسرے سب مسلمانوں نے بھی نقصان اٹھایا۔"

(تفسیر کبیر)

(۲) جواہر پارے

موجب ثواب صدقہ - دو قابل رشک نعمتیں - بہتر شخص -

۱- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کس خیرات کا سب سے زیادہ ثواب ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب تو صدقہ و خیرات کرے تو ایسی حالت ہو کہ تندرست ہو جب تجھے خود بھی روپیہ کی ضرورت ہو ایسے صدقہ کا تو بہت ثواب ہے۔ لیکن ایسی حالت میں کہ تو مرنے لگا ہے اور تو کہتا ہے۔ کہ میرے مرنے پر اتنا فلاں کو دینا۔ اور اتنا فلاں کو۔ تو ایسے صدقہ کا وہ ثواب نہیں۔ کیونکہ اب تو نہ دیگا تب بھی مرنے کے بعد تیرا مال وارثوں نے ہی لینا ہے۔ تیرے پاس سے تو بہر حال اب اس مال نے چلا جانا ہے۔ (بخاری) - (۲) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو نعمتیں ایسی ہیں جو قابل رشک ہیں۔ ایک تندرستی دوسرے فرصت (بخاری) - ۳- حضرت ابو صفوان رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر وہ شخص ہے کہ جس کی عمر دراز ہو اور اس کے اعمال نیک ہوں (ترمذی)

(۳) اقوال زرّیں

ہمارا کریم اور قادر خدا

" اے لوگو! خدا سے ڈرو۔ اور درحقیقت اس سے صلح کر لو۔ اور سچ سچ صلاحیت کا جامہ پہن لو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک شرارت تم سے دور ہو جائے۔ خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادے سے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر دور پھینک دیتا ہے۔ مگر اسکی یہ عجیب قدرتیں ان پر کھلتی ہیں جو اسکے ہی ہو جاتے ہیں اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اسکے لئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اس کے آستانہ پر گرتے ہیں اور اس قطرے کی طرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں۔ اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھل کر اس کی طرف بہنے لگتے ہیں تب وہ مصیبتوں میں ان کی خبر لیتا ہے۔ اور عجیب طور پر دشمنوں کی سازشوں اور منصوبوں سے انہیں بچا لیتا ہے اور ذلت کے مقاموں سے انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ وہ ان کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے۔ وہ ان مشکلات میں جبکہ کوئی انسان کام نہیں آسکتا ان کی مدد کرتا ہے۔ اور اس کی فوجیں اس کی حمایت کے لئے آتی ہیں۔ کس قدر شکر کا مقام ہے۔ کہ ہمارا خدا کریم اور قادر خدا ہے۔ پس کیا تم ایسے عزیز کو چھوڑ دو گے؟ کیا اپنے نفس ناپاک کے لئے اس کی حدود کو توڑ دو گے۔ ہمارے لئے اس کی رضامندی میں مرنا ناپاک زندگی سے بہتر ہے!!"

(ایام الصلح صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۵ (مطبوعہ ۱۸۹۹ء) بلفظہٖ) مرتبہ محمد حفیظ البقاپوری

جماعت احمدیہ اور مشرقی بنگال کے سیلاب زدگان

حضرت امام جماعت احمدیہ نے مشرقی بنگال کی جماعہائے احمدیہ کو سیلاب زدگان کی ریلیف کے لئے ہدایات بھجوادی ہیں۔ اور ایک کافی رقم امدادی کاموں کے لئے منظور کی ہے۔ ڈھاکہ اور برہمن بڑیہ کی شاخوں نے ریلیف کا کام شروع کر دیا ہے ڈھاکہ سے سو میل باڑہ اور ڈیو بھوگ وغیرہ کے علاقوں میں چاول۔ دال۔ خشک دودھ کے ڈبے۔ ضروری ادویہ اور ٹیکے اور نقد روپے بھی تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ اور ان علاقوں کی مشکلات سے بھی افسران بالا کو مطلع کیا جاتا ہے۔ تین ریلیف مراکز میں باقاعدہ کام ہو رہا ہے۔ نوجوانوں کی تنظیم کے لئے نائب صدر نے گشتی چٹھی کے ذریعہ تمام شاخوں کو اپنے اپنے علاقوں میں سیلاب زدگان کی امداد کا کام شروع کرنے کی ہدایت کی ہے۔

وہ - اور - ہم

(از مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل قادیانی حال ربوہ)

ان کو تو اپنے حسن و تجمل پہ ناز ہے — آجا کے اپنے پاس تو عجز و نیاز ہے
اغیار پر نگاہِ کرم ہم کو غم ہی غم — کیا حکمتِ الٰہ ہے سربستہ راز ہے
کچھ وصل و اتحاد کی باتیں کر اے ندیم — اس فصل و تفرقہ سے مجھے احتراز ہے
حسنِ عمل سے خُلقِ حسن ہی سے کام لو — اغیار و مؤمنین میں یہی امتیاز ہے
جب سے چھٹی ہے منزلِ دیدار کیا کہیں — کیا کیا پڑی ہے بپتا یہ قصہ دراز ہے
خوبی ہے جسکی صورت و سیرت میں کیسا ہے — محمودؑ کا یہ بندۂ مولا۔ ایاز ہے
وہ چشمِ نیم باز تصور میں ہے مدام — دل میں عجیب طرح کا کچھ سوز و ساز ہے
اکمل کو "دفع" کہتے ہو یہ بھی تو دیکھ لو — کس کے غلام کی یہ جبینِ نیاز ہے

اخبار احمدیہ قادیان

۲۵ اگست۔ مکرم نوابزادہ میاں عبد الرحیم صاحب خالد بیرسٹر ایٹ لاء، مالیر کوٹلہ سے تشریف لائے۔ اور مختصر قیام کے بعد ۲۷ اگست کو واپس تشریف لے گئے۔ موصوف حضرت مسیح موعودؑ کا نشان ہیں۔ الحمد للہ بیمار ہیں جبکہ آپکی زندگی سے مایوسی ہو چکی تھی حضورؑ کی شفاعت سے آپ کو معجزانہ طور پر شفایابی ہوئی۔

۲۶/۲۷ اگست کی درمیانی شب کو مسجد نور کے قریب جانب جنوب مشرق دار الاثر کا تاریخی درخت اکھڑ گیا۔ آندھی اتنی معمولی تھی اور درخت اس طور پر تین اطراف میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرا جس سے طبعاً یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ آندھی سے فائدہ اٹھا کر کسی نے اسے اڑا دیا ہے۔ واللہ اعلم۔ ایسٹر کی تعطیلات میں مجلس مشاورت کے انعقاد کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ جمعہ مسجد نور میں پڑھاتے تھے۔ چونکہ مسجد نور مسجد اقصیٰ سے کم وسعت رکھتی ہے۔ جس میں اہالیان قادیان ہی نہیں سما سکتے تھے مشاورت پر تو کم و بیش ہزار نمائندگان و زائرین بھی آتے تھے احباب شدتِ تمازت سے بچنے کے لئے بڑ کے قرب سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ جو کہ ایک عریض و طویل شامیانے کا کام دیتا تھا۔ ۳۱ اگست مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ ما میر جماعت احمدیہ دہلی مینڈ وز کے لئے تشریف لائے۔

۱ ستمبر۔ مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب (حمالی) مبلغ دکن جو مغربی پنجاب میں رخصت گذار کر ۲۴ اگست کو واپس آئے تھے مزید رخصت پر مغربی پنجاب تشریف لے گئے۔

پاکستان سے زائرین: (۱) ۲۴ اگست اوکاڑہ سے اہلیہ محترمہ بھائی شیر محمد صاحب تاجر قادیان مع اپنی بیٹی تسلیم اختر صاحبہ اور موخر الذکر کے تین بچوں کے، شیخوپورہ سے (حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ کے بھتیجے) ملک محمد شریف صاحب تاجر مع اہلیہ محترمہ اور تین بچیوں اور عزیز محمد یوسف اپنے بچے کے۔ لاہور سے مستری عبد الماجد صاحب خلف حضرت مستری محمد موسےٰ صاحبؓ نیلا گنبد لاہور) مولوی نذیر احمد صاحب فاضل (جو ربوہ سے جنت کدہ دکن گئے تھے) اور لاہور سے ملک رفیق احمد صاحب (برادر نسبتی شیخ عبد الحمید صاحب عاجز) جو موخر الذکر کے اہل و عیال کو بھی واپس لائے ہیں۔ (۲) ۲۸ اگست۔ ربوہ سے منیر احمد صاحب دلیسر ٹھیکیدار (بشیر احمد صاحب) زیارت قادیان کے لئے تشریف لائے

واپسی - (۱) ۲۷ اگست۔ مختار احمد صاحب ہاشمی چیف انسپکٹر بیت المال ربوہ مع اپنی ہمشیرہ محترمہ زاہدہ سلطانہ صاحبہ کے جو کہ آپ کے ساتھ زیارت کے لئے آئی تھیں

خطبہ جمعہ

خدا نے اس وقت تمہیں ثواب کا بہت بڑا موقعہ دیا ہے تم ذرا سی محنت اور توجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتے ہو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۶ اگست ۱۹۵۴ء بمقام محمد آباد سندھ

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

چونکہ یہاں کی زمینوں میں سے ناصر آباد ایک طرف ہے اور محمد آباد دوسری طرف اس لئے ہر سال یہی

میری خواہش ہوتی ہے

کہ میں ایک جمعہ محمد آباد میں پڑھاؤں۔ اب کے بھی میں نے اسی غرض کے لئے پروگرام تجویز کیا تھا۔ اور میری خواہش تھی۔ کہ میں جمعہ کے بعد بھی یہاں ڈیڑھ دن اور ٹھہروں۔ لیکن یہاں آنے کے بعد یکدم موسم بدل گیا۔ یہاں کا موسم ہی ایسا ہے کہ اس کی وجہ سے طبیعت سخت خراب ہو گئی۔ اور زخم کے مقام پر جو درد ہوا کرتا تھا۔ اور جس میں کراچی کی ٹھنڈک کی وجہ سے کمی آگئی تھی۔ اور ناصر آباد اور محمود آباد میں بھی کمی رہی۔ وہ تکلیف تیز ہو کر زخم میں پھر درد شروع ہو گیا۔ اور مجھے اپنا پروگرام بدلنا پڑا۔ ہمارا ارادہ تو جمعرات کو ہی واپس جانے کا تھا۔ مگر چونکہ جمعرات کے دن ناصر آباد میں اطلاع نہیں بھجوائی جا سکتی تھی۔ اور پھر جمعہ آرہا تھا۔ اور میری خواہش تھی۔ کہ میں ایک جمعہ یہاں ضرور پڑھاؤں۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ جمعہ کے بعد یہاں سے روانگی ہو۔ گو اس وجہ سے کہ یہ جمعہ جلدی پڑھایا جا رہا ہے بعض لوگ جو گاڑی میں یہاں آرہے ہوں گے رہ جائیں گے۔ مگر ان کی نیت کا ثواب ان کو مل جائے گا میں نے اس سفر میں

یہ محسوس کیا ہے

کہ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک حد تک یہاں جماعتیں زیادہ ہو چکی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے انجمن کی سٹیٹوں میں کام بھی پہلے سے بہتر ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی احمد آباد میں ذکر کیا تھا کہ ہمیشہ میری ذاتی آمدن فی ایکڑ انجمن کی زمینوں سے زیادہ رہی ہے۔ اور میں ہمیشہ دل میں محسوس کرتا تھا۔ کہ جو لوگ حالات سے ناواقف ہیں۔ اور یہ جانتے نہیں کہ سب اسٹیٹوں کا اکٹھا انتظام ہے۔ وہ یہ خیال کریں گے کہ میں اپنی زمینوں کی طرف زیادہ توجہ دیتا ہوں۔ اور میں خواہش کیا کرتا تھا کہ انجمن کی زمینوں کی آمد زیادہ ہو چنانچہ اس سال دونوں کی آمد میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے یعنی ان زمینوں کی آمد پہلی نسبت سے ڈیڑھ گنے ہو گئی ہے۔ اور میری زمینوں کی آمد نصف سے کم پر آگئی ہے۔ گویا حسابی طور پر یہاں کی زمینوں کی آمد اب میری فی ایکڑ آمد سے تین چار گنے بڑھ گئی ہے۔ اور یہ اس بات کی

ایک خوشکن علامت

ہے کہ اب ان سٹیٹوں نے ترقی کی طرف قدم بڑھانا شروع کر دیا ہے۔ اور اگر چند سال یہی کیفیت رہی۔ تو امید ہے کہ اس آمدن میں اور بھی ترقی ہو جائے گی۔ پنجاب میں اگر اچھی زمین ٹھیکہ پر دی جائے۔ تو عموماً سو روپیہ فی ایکڑ مل جاتا ہے۔ یعنی پچیس سو روپیہ پر ایک مربع ٹھیکہ پر چڑھتا ہے بلکہ باجوہ صاحب جو وکیل الزراعت ہیں ان کے بعض مربعے تینتیس تینتیس سو پر بھی ٹھیکے پر چڑھے ہیں۔ اگر فی مربع پچیس سو ہی سمجھا جائے۔ تو اس لحاظ سے تحریک کی زمینوں کی آمد دس لاکھ روپیہ سالانہ ہونی چاہیئے۔ مگر چند سال

پہلے یہ حالت تھی

کہ اگر ہمیں تیس ہزار روپیہ بھی مل جاتا۔ تو ہم بڑا فخر کیا کرتے تھے۔ جاپان اور امریکہ وغیرہ ممالک میں زمینوں کی جو آمدن ہے۔ وہ تو ہمارے وہم اور گمان میں بھی نہیں آسکتی لیکن ربوہ کے قریب چنیوٹ میں بھی چار پانچ ہزار پر مربع چڑھ جاتا ہے۔ اور چونکہ تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کے یہاں

پانچ سو سے زائد مربعے

ہیں۔ اس لحاظ سے ہماری پچیس لاکھ کی آمد ہونی چاہیئے۔ اور اگر اس کو مد نظر رکھا جائے کہ لاہور میں گیارہ سے پندرہ ہزار مربع چڑھتا ہے تو پھر ہماری ساٹھ لاکھ آمد ہونی چاہیئے جاپان اور امریکہ میں جو آمدنیں ہیں۔ ان کی تو کوئی حد ہی نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ۲ ہزار روپیہ فی ایکڑ آمد پیدا کرنی چاہیئے۔ یعنے پچاس ہزار روپیہ فی مربع اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس ملک میں بھی بعض ایسے مربعے ہیں۔ چنانچہ میرے ایک عزیز نے بتایا کہ میں نے سرکاری ریکارڈ میں ایک مربع دیکھا ہے۔ جو پچیس ہزار روپیہ سالانہ مقاطعہ پر دیا گیا تھا۔ گویا ایک ہزار روپیہ فی ایکڑ پس کوئی نہ کوئی مثال تو یہاں بھی مل جاتی ہے مگر یہ کہ

سارے ملک کی پیداوار

اس نسبت پر آجائے۔ یہ ہمارے ملک میں ناممکن سمجھا جاتا ہے۔ اٹلی وغیرہ میں چار چار پانچ پانچ سو روپیہ فی ایکڑ حاصل کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہاں کی زمینوں کی آمد پچاس لاکھ روپیہ سالانہ تو ضرور ہو جانی چاہیئے۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہمارا تبلیغی کام بھی آسان ہو جاتا ہے اور دوسرے بوجھ بھی ہلکے ہو سکتے ہیں بہرحال یہ ایک خوشکن علامت ہے اس بات کی کہ اگر ہمارے کارکن اسی طرح کام کرتے رہے تو ہماری آمد خدا کے فضل سے بڑھتی چلی جائے گی۔ پیچھے تو ہم اتنے مایوس ہو چکے تھے۔ کہ جب مجلس شوریٰ میں یہ بیان کیا گیا کہ ہمیں تحریک کی زمینوں سے ایک لاکھ کی آمد ہوئی ہے۔ تو چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے جھک کر میرے کان میں کہا کہ مجھے اس خبر سے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ ہمیں ان زمینوں سے ایک لاکھ کی آمد ہوئی ہے۔ میں نے اس وقت

اپنے دل میں کہا

کہ یہ تو ہمارے لئے بڑی شرم کی بات ہے۔ کہ ہمارا چار سو مربع ہو اور ایک لاکھ کی آمد ہو چار سو مربع کے ہوتے ہوئے ایک لاکھ کی آمد کے معنے ہی کوئی نہیں۔ پنجاب میں آجکل کوئی مربع اڑھائی تین سو یا چار سو روپیہ مقاطعہ پر نہیں ملتا۔ بہت ہی بری اور ناکارہ زمین ہو تب بھی سات سات آٹھ آٹھ سو پر ملتی ہے۔ مجھے اپنی قادیان کی زمینوں کے بدلہ میں جو پنجاب میں زمین ملی ہے۔ اس کا ایک مربع جو ٹکڑوں میں تقسیم شدہ ہے۔ دو ہزار روپیہ ٹھیکہ پر چڑھ گیا ہے۔ اگر ٹکڑوں میں بٹی ہوئی زمین بھی دو ہزار روپیہ پر چڑھ سکتی ہے۔ اور وہی اندازہ ہم اپنی ان زمینوں کے لئے رکھ لیں۔ تب بھی

ہماری آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ آمد

ہونی چاہیئے مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے ہمیں آمد کے متعلق اتنی مایوسی ہو چکی تھی کہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے مجھے کہا کہ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی ہے کہ ہمیں ایک لاکھ روپیہ آمد ہوئی ہے۔ حالانکہ تیس لاکھ کی جائداد ہے۔ تیس لاکھ کی جائداد پر ایک لاکھ روپیہ نفع کے معنے تین روپیہ سینکڑہ کے ہیں۔ اگر کسی کو سالانہ تین روپے سینکڑہ نفع دیا جائے۔ تو وہ ہزار روپیہ کا سرمایہ کیوں لگائے گا۔ وہ اگر ہزار روپیہ سرمایہ لگاتا ہے۔ تو اسی لئے کہ اسے اڑھائی تین سو روپے ملیں۔ اگر کسی کو صرف تیس روپے سالانہ ملیں۔ تو کیا اڑھائی روپے ماہوار پر اس کی عقل ماری ہوئی ہے کہ وہ ہزار روپیہ سرمایہ لگائے گا وہ اس کی بجائے بیلدار بن جائے گا۔ یا کوئی اور کام شروع کر دے گا۔ مگر ہزار روپیہ کا سرمایہ لگانے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ وہ تبھی ہزار لگاتا ہے جب سمجھتا ہے کہ پچاس ساٹھ ماہوار تو کم سے کم آمد ہوگی۔ اتنا کرایہ وہ لگا۔ اور اتنے میں اپنا گزارہ کروں گا۔ تو حقیقتاً ہم

نہایت ہی گری ہوئی حالت

میں جا رہے تھے۔ ایسی گری ہوئی حالت میں کہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب ایک لاکھ کی آمد سن کر ہی خوش ہو گئے۔ حالانکہ ہم نے دیکھنا یہ نہیں کہ ہمیں آمد کتنی ہوئی۔ بلکہ ہمیں دیکھنا یہ چاہیئے کہ ہمارا خرچ کتنا ہوا۔ اب تیس لاکھ کی جائیداد ہے اگر دس فی صدی بھی منافع لگایا جائے۔ تب بھی ۳ لاکھ منافع ہونا چاہیئے۔ مگر بہرحال چونکہ یہ ایک نیک قدم اٹھا ہے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ

محمد آباد میں ایک مڈل سکول

قائم کیا جائے۔ چنانچہ میں نے یہاں کے افسروں سے کہا ہے کہ وہ اس جگہ مڈل سکول قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح میں نے فیصلہ کیا ہے کہ کنری میں ایک ہوسٹل بنایا جائے۔ جس میں لڑکے رہا کریں۔ اور احمدی استادوں کی نگرانی کریں۔ اس طرح آہستہ آہستہ تعلیمی لحاظ سے اس علاقہ کے احمدیوں کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ اگر یہاں ایک مڈل سکول بن جائے۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ بعد میں اسے ترقی دے کر میٹرک تک پہنچا دیا جائے۔ اور گرد کے لڑکے پرائمری پاس کر کے یہیں تعلیم کے لئے آجایا کریں گے اور اسی طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سکول کو ترقی ہوتی چلی جائے گی۔

ہوسٹل کے متعلق تجویز

یہ ہے کہ اس میں زمینداروں والا طریق رکھا جائے یعنی باورچی انجمن دیدے۔ اور لڑکے دال آٹا اور سبزی وغیرہ گھر سے لے آیا کریں۔ گویا وہی خرچ جو ایک لڑکے کا اپنے گھر پر ہوتا ہے۔ ہوسٹل میں ہو۔ اور ماں باپ کو کوئی زائد بوجھ برداشت نہ کرنا پڑے۔ اس طرح ہر غریب سے غریب بھی اپنے بچوں کو تعلیم دلا سکے گا۔ اور اس کی اچھی تربیت ہو سکے گی۔

دوسرا حصہ تبلیغ کا ہے

مجھے افسوس ہے کہ یہاں کی جماعتوں کو اس طرف بہت ہی کم توجہ ہے۔ شاید اس میں بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ یہاں ننانوے فی صدی پنجابی ہیں۔ اور ایک پنجابی کے لئے سندھیوں میں تبلیغ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی زبان اور ہے اور اُس کی زبان اور ہے۔ لیکن جب انسان کسی چیز کا ارادہ کرے تو پھر وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ پنجاب سے مایوس ہو کر اب مولویوں نے اس صوبہ کی طرف توجہ کی ہے۔ اگر یہاں شور ہوا۔ تو پھر پنجاب والوں کو دیری ہو جائے گی۔ پچھلی شورش میں سندھ محفوظ رہا تھا۔ لیکن اب برابر خبریں آرہی ہیں۔ کہ سندھ میں فتنہ کو ہوا دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ پس ہمیں پہلے سے ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ گورنمنٹ نے اپنی معلومات کے ماتحت جن کو میں ٹھیک سمجھتا ہوں۔ سرکاری افسروں اور سرکاری ملازمین کو تبلیغ سے روک دیا ہے۔ لیکن اس کا عوام الناس سے کوئی تعلق نہیں۔ پس ہمیں کوئی قانون اپنے بھائی بندوں کو تبلیغ کرنے سے نہیں روک سکتا۔ بشرطیکہ تم امن سے کام لو۔ اور فتنہ کو ہوا نہ دو۔ تمہیں صرف فساد سے رہ کا جانا ہے۔ اور

فساد اور تبلیغ

اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک شخص دوسرے کو نیکی کی تلقین کرے۔ اور پھر وہ خود ہی فساد کرنے لگ جائے۔ ہاں اگر دوسرا شخص فساد کرتا ہے تو یہ اسکی اپنی غلطی ہے۔ تبلیغ کرنے والے کا اس میں کوئی قصور نہیں میں دیکھتا ہوں۔ کہ یہاں ہماری جماعت کے کثرت سے لوگ موجود ہیں۔ مگر پھر بھی وہ تبلیغ نہیں کرتے۔ نصرت آباد اور جھڈو سے چلو اور ناصر آباد تک آؤ تو ایک ہزار کے قریب احمدی مرد مل جائے گا۔ اور عورتیں اور بچے ملا کر چار پانچ ہزار تک ان کی تعداد ہو گی۔ اتنی ہی تعداد ہے۔ جتنی ابتدا میں قادیان کی ہوا کرتی تھی۔ مگر اس وقت قادیان کی تبلیغ سے ارد گرد کے کئی گاؤں احمدی

ہو گئے تھے۔ صرف

اس بات کی ضرورت ہے

کہ تم اپنے اندر نیکی پیدا کرو۔ اور لوگوں کو نیک نمونہ دکھاؤ۔ اگر تم زیادہ محنت کرتے ہو۔ تو جب لوگ تمہاری فصلوں کے پاس سے گزریں گے۔ تو ہر دیکھنے والا تمہاری اچھی فصل کو دیکھ کر کہے گا۔ کہ احمدی بڑے محنتی ہوتے ہیں۔ پھر جب دوبارہ گذرے گا۔ تو تم کہو گے کہ کچھ دیر کے لئے ہمارے پاس بیٹھ جاؤ۔ گرمی کا موسم ہے۔ کچھ پانی وغیرہ پی لو۔ اس سے وہ اور زیادہ متاثر ہو گا۔ اور کہے گا۔ کہ احمدی تو فرشتے ہوتے ہیں۔ پھر کسی دن اگر اس کا تمہارے ساتھ معاملہ پڑے گا۔ یا تمہارے پاس وہ کوئی امانت رکھ جائے گا۔ یا تم سے سودا خریدے گا۔ اور تم اچھا سودا دو گے۔ یا امانت میں خیانت سے کام نہیں لو گے۔ تو پھر تو وہ اتنا متاثر ہو گا۔ کہ جس کی حد ہی کوئی نہیں

جب ہم قادیان سے نکلے ہیں

تو اس وقت انجمن کا بہت سارا روپیہ ادھر رہ گیا تھا۔ اور ادھر آمد اتنی کم ہو گئی کہ یا تو یہ حالت تھی کہ روزانہ چار چار پانچ پانچ ہزار روپیہ آتا تھا اور یا لاہور میں ڈیڑھ دو روپیہ تک روزانہ آمد ہو گئی۔ اس وقت پہلا قدم میں نے یہ اُٹھایا کہ میں نے کہا ہم سب قیمتاً لنگر سے کھانا کھائیں گے۔ مگر کھائیں گے وہی ایک ایک روٹی جو سب لوگوں کے لئے تقسیم ہوتی ہے۔ چنانچہ تین چار مہینے تک ہم ایسا ہی کرتے رہے سب کے لئے ایک ایک روٹی اور لنگر کا سالن آتا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب لوگوں نے دیکھا۔ کہ یہ اپنے پاس سے خرچ کر کے بھی ہمارے جیسا کھاتے ہیں۔ تو ان کے حوصلے بڑھ گئے اور ان کی ہمتیں بلند ہو گئیں بے شک کچھ لوگ گر بھی گئے۔ مگر اکثریت ایسی ہی تھی۔ جو پھر

ایک نئے عزم کے ساتھ

کام کرنے کے قابل ہو گئی۔ پھر امانتوں کے متعلق میں نے حکم دیا۔ کہ چاہے سارا خزانہ ختم ہو جائے۔ جو لوگ اپنی امانتیں مانگنے آئیں۔ ان کو امانتیں دیتے چلے جاؤ۔ اس وقت انجمن کا آٹھ دس لاکھ روپیہ ادھر رہ گیا تھا۔ میرے دل میں اللہ تعالے نے ڈالا۔ کہ اس روپیہ کو جلدی نکلواؤ۔ ورنہ یہ ضبط ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے انجمن والوں سے کہا۔ کہ وہ جلدی روپیہ نکلوائیں۔ اللہ تعالے کا فضل یہ ہوا کہ ہماری بڑی رقم ایک انگریزی بنک میں تھی۔ اس نے فوراً وہ روپیہ ادھر بنک میں منتقل کر دیا۔ مگر پھر بھی کئی لاکھ ادھر ضائع

ہو گیا۔ اس وقت افسروں کے پاس لوگ اپنی امانتیں مانگنے آتے۔ تو وہ کہتے۔ کہ کچھ ٹھیرو۔ ہم انتظام کر دیں گے۔ مجھے معلوم ہوا۔ تو میں نے کہا۔ کہ کسی کی امانت نہ روکو۔ اگر کوئی لاکھ مانگے۔ تو اسے لاکھ دے دو۔ پچاس ہزار مانگے تو پچاس ہزار دیدو۔

نتیجہ یہ ہوا

کہ دو تین مہینوں میں سترہ لاکھ روپیہ نکل گیا ہمارے پاس کل رقم ۳۲ لاکھ کے قریب تھی مگر سترہ لاکھ نکل جانے کے باوجود امانتوں کا جو وہ پندرہ لاکھ پھر بھی ہمارے پاس جمع رہا۔ اس لئے کہ جو شخص ایک لاکھ روپیہ نکال کر لے جاتا۔ وہ اپنے دل میں سوچتا کہ میں نے تو یہ روپیہ اس لئے نکلوایا تھا۔ کہ میں سمجھتا تھا کہ انجمن روپیہ کھا جائے گی۔ مگر اس نے تو مجھے سارا روپیہ واپس دے دیا ہے۔ اب اتنی بڑی رقم کو میں اپنے پاس کہاں سنبھالتا پھروں۔ چنانچہ بیس ہزار وہ اپنے پاس رکھ لیتا اور اسی ہزار دوسرے دن پھر ہمارے پاس جمع کرا جاتا۔ اس طرح بظاہر ہمارے خزانہ سے سترہ لاکھ نکلا۔ مگر جو وہ پندرہ لاکھ پھر ہمارے پاس واپس آگیا۔ میں نے اس چیز کی بڑی سختی سے نگرانی کی۔ اور

میں نے انجمن والوں سے کہا

کہ تم نے کسی سے نہیں کہنا۔ کہ ہم لُٹ گئے بلکہ جو شخص روپیہ لینے کے لئے آئے۔ اسے فوراً روپیہ دے دو۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب وہ دوبارہ امانت رکھنے آتے۔ تو اس تسلی اور اطمینان کے ساتھ رکھتے تھے۔ کہ ہمارا روپیہ محفوظ ہے۔ ان دنوں چونکہ عام طور پر لوگوں کو شکوہ تھا۔ کہ ہم نے فلاں کے پاس روپیہ رکھا۔ اور وہ کھا گیا۔ فلاں کے پاس امانت رکھی۔ اور اس نے واپس نہ کی۔ اس لئے ڈر کے مارے لوگ انجمن کے خزانہ سے بھی روپیہ نکلوانے لگ گئے۔ اکیس لاکھ میں سے پہلے چند مہینوں میں سترہ لاکھ روپیہ نکل گیا۔ مگر پھر بھی ہمارے پاس اڑھائی تین سال تک اکیس لاکھ ہی رہا۔ اور

اس کی وجہ یہی تھی

کہ جب لوگوں میں یہ چرچا ہوا۔ کہ ہم نے فلاں بنک میں روپیہ رکھا تھا۔ وہ کھا گیا۔ فلاں شخص کے پاس امانت رکھی تھی۔ اس نے خیانت کی۔ مگر جو انجمن میں روپیہ رکھا تھا وہ محفوظ رہا۔ تو جو لوگ اپنا روپیہ نکلوا لیتے تھے۔ وہ بھی کچھ روپیہ اپنے پاس رکھ کر باقی

روپیہ پھر ہمارے پاس جمع کرا دیتے تھے۔ تو دیانتداری ایسی چیز ہے جو سب سے بڑا خزانہ ہے۔ بڑا ہی بے وقوف وہ ہوتا ہے جس کے پاس دو سو روپیہ رکھا جائے۔ اور وہ دو سو کھانے کی کوشش کرے اگر وہ دو سو کو حفاظت سے رکھے۔ تو کل لوگ اسے آٹھ سو دیں گے۔ پرسوں پندرہ سو دیں گے اور اس امانت کے ذریعہ وہ اپنے بھی کئی کام چلا سکے گا۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارا تو گذارہ ہی امانتوں پر ہے۔ لوگ آتے ہیں۔ اور ہمارے پاس روپیہ رکھ جاتے ہیں۔ ضرورت پر اگر ہمارے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ تو اس امانت میں سے ہم خرچ کر لیتے ہیں۔ پھر جب ہمارے پاس روپیہ آتا ہے تو ہم امانت میں داخل کر دیتے ہیں۔ اس طرح ہمیں بھی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اور جن لوگوں نے روپیہ رکھا ہوتا ہے۔ انہیں بھی کوئی تکلیف نہیں ہوتی کیونکہ وہ جتنا روپیہ مانگتے ہیں۔ ہم انہیں دے دیتے ہیں۔ آجکل سارے بنک اپنی امانتوں پر چل رہے ہیں۔ اور وہ بڑے بڑے کاروبار کرتے ہیں۔ پس امانت بڑی اہم چیز ہے۔ جو لوگ امانت میں خیانت کرتے ہیں۔ وہ جتنا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اس سے بہت زیادہ نقصان انہیں پہنچ جاتا ہے۔ فرض کرو۔ تم سیر دینے کی بجائے ایک شخص کو پندرہ چھٹانک سودا دے دیتے ہو۔ تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جب وہ گھر میں جا کر تولتا ہے۔ اور اسے پتہ لگتا ہے۔ کہ تم نے ایک سیر میں ایک چھٹانک چیز کم دی ہے۔ تو وہ تم سے سودا لینا بند کر دیتا ہے۔ اب تمہیں فائدہ صرف ایک چھٹانک کا ہوا۔ مگر نقصان ہزار چھٹانک کا ہو گیا تو دیانتداری بڑی دولت ہے۔ جب غدر ہوا تو

حکیم محمود خاں

جو ہمارے رشتہ داروں میں سے تھے۔ امانت میں بڑے مشہور تھے۔ اور دلی کے لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ ان کے پاس رکھا ہوا روپیہ ایسا ہی ہے جیسے بنک میں روپیہ رکھا ہو۔ غدر کے دنوں میں ان کے گھر کو یہ سہولت حاصل ہو گئی۔ کہ حکیم محمود خاں مہاراجہ پٹیالہ کے بھی طبیب تھے۔ اور مہاراجہ پٹیالہ اس وقت انگریزوں سے مل گیا تھا۔ جب دلی فتح ہوئی۔ تو پٹیالہ کے مہاراجہ نے ایک دستہ فوج کو حکیم صاحب کے مکان پر پہرہ کے لئے مقرر کر دیا اس وقت لوگ بھاگتے ہوئے آتے۔ اور اپنی گٹھڑیاں ان کی ڈیوڑھی میں پھینک کر چلے جاتے نہ کوئی لکھت تھی۔ نہ رسید تھی۔ بس اپنے اپنے سامان پھینکتے اور چلے جاتے۔ مگر ان کی دیانت کا یہ حال تھا۔ کہ آٹھ آٹھ دس دس سال کے بعد بھی لوگ آتے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ یہ تمہاری گٹھڑیاں پڑی ہیں۔ ان کو سنبھال لو۔ اس کا اثر یہ

ہے۔ کہ اب تک بھی باوجود اس کے کہ وہ خاندان لوٹ چکا ہے۔ سارا دلی ذرا سی بات پر ان پر جان دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ تو امانت کا طریقہ اختیار کرو۔ اور

تبلیغ اور تعلیم

کی طرف توجہ کرو۔ اور صفائی کو اپنا شعار بناؤ میں بیمار اس وجہ سے ہوا۔ کہ جس گھر میں مجھے ٹھیرایا گیا۔ وہ اس قدر گندا تھا۔ کہ چیونٹیوں سے بھرا ہوا تھا۔ رات کو بھی چھت سے چیونٹیاں گرتیں۔ اور نیچے چیونٹیاں مارنے لگ جاتے۔ معلوم نہیں انہوں نے مکان اتنا گندا کیوں رکھا۔ میں نے کسی جگہ پر ایسا گند نہیں دیکھا۔ جیسا انڈونیشیا دیکھنے میں آیا ہے۔ پس اپنے اندر صفائی کی عادت بھی پیدا کرو۔ ایک چیز ایسی ہے۔ جو بندے بھی دیکھتے ہیں۔ اگر تمہارا دل صاف ہے۔ تو لوگوں کو اس سے کوئی غرض نہیں۔ وہ تمہارا جسم دیکھتے ہیں اگر تمہارا جسم گندا ہے اور دل صاف ہے تو بے شک جب تم مر جاؤ گے۔ خدا تمہیں اچھی جزا دے گا۔ لیکن دنیا میں لوگ تمہیں گندا ہی سمجھتے رہیں گے اور تمہارے پاس بیٹھنے سے گریز کریں گے۔

ہر پہلو کی طرف توجہ کرو

اور ہر لحاظ سے دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ خدا تعالےٰ نے اس وقت تمہیں ثواب کا بہت بڑا موقعہ دیا ہے۔ اگر تم چاہو تو تم ذرا سی محنت اور توجہ سے اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کر سکتے ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا اسلام کی طرف توجہ کر رہی ہے۔ مگر ہمارے پاس لٹریچر نہیں۔ کتابیں نہیں۔ روپیہ نہیں۔ کہ ان ذرائع سے ہم انہیں اسلام کی تعلیم سے آگاہ کر سکیں۔ لیکن تم ان ضرورتوں کو بڑی آسانی سے پورا کر سکتے ہو کیونکہ تمہاری محنت اور کمائی کے نتیجہ میں ہی روپیہ پیدا ہوگا۔ اور پھر وہی روپیہ

تبلیغ اسلام کے کام

آئے گا۔ اگر تم دیانتداری کے ساتھ محنت کرو۔ تو نہ صرف تمہاری اس محنت کا تمہیں بدلہ ملے گا۔ بلکہ انجمن تمہارے روپیہ سے جو تبلیغ کرے گی۔ اس کے ثواب میں بھی تم حصہ دار ہوگے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص کسی کے مال کو تقسیم کرتا ہے۔ اور دیانتداری اور انصاف سے کرتا ہے۔ اسے صدقہ دینے والے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ پس بے شک انجمن کو بھی ثواب ہوگا۔ لیکن تمہیں بھی ثواب ہوگا۔ اس لئے بھی کہ تمہارے روپیہ سے انجمن نے تبلیغ کی۔ اور اس لئے بھی کہ تم نے خود اسلام کے لئے چندہ دیا۔ اور اس لئے بھی کہ تم نے اچھی نگرانی کی۔ اور محنت سے کام کیا۔ گویا تمہیں تین ثواب ملیں گے۔ پہلا ثواب انجمن کے ثواب سے ملے گا۔ دوسرا ثواب تمہارے اپنے چندہ کی وجہ سے ملے گا۔ اور تیسرا ثواب تمہیں اس لئے ملے گا کہ تم نے فصلوں پر محنت کی۔ اور اچھی نگرانی کر کے سلسلہ کے مال کو بڑھایا۔ اور کسی کو تین گنا ثواب مل جاتا تو ایک لوٹ ہوتی ہے۔ اگر تمہارے پاس ایک سو روپیہ ہو۔ تو اگلے سال تین سو ہو جائے۔ اس سے اگلے سال نو سو ہو جائے۔ اس سے اگلے سال ستائیس سو ہو جائے۔ اس سے اگلے سال اکاسی سو ہو جائے۔ تو پچاس سال کے اندر ساری دنیا کی دولت تمہارے پاس آجاتی ہے۔ پس

تین گنا ثواب

کوئی معمولی ثواب نہیں۔ یہ ایک لوٹ ہے جس کا کوئی شاہی خزانہ بھی متحمل نہیں ہو سکتا۔ پس اللہ تعالےٰ نے جو تمہیں موقع دیا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ ہمیں بھی جتنے سامان میسر آئے۔ ان سے ہم تمہیں فائدہ پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

صاحبزادہ صاحب کی تشریف آوری بقیہ صفحہ

مشکلات سے دوچار ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ آپ اس کی طرف پہلے سے زیادہ امداد اور تعاون کا ہاتھ بڑھائیں۔ موجودہ حالات بہت نازک ہیں یہ وقت کسی کی کمزوریوں پر نظر رکھنے کا نہیں۔ بلکہ کام کا وقت ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے بلند مقصد کی طرف نگاہ رکھیں۔ اور خدا تعالےٰ سے دعا کریں۔ کہ وہ خود ہماری کمزوریوں کو دور فرما دے اور ہمیں صحیح رنگ میں خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

آخر پر آپ نے فرمایا۔ کہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اظہار فرمایا ہے کہ حضور نے مجھے اس لئے انڈونیشیا بھجوایا ہے تا اس طرح حضور یہاں کے لوگوں سے اپنی محبت اظہار فرمائیں۔ حضور اقدس کے اس جذبہ کے پیش نظر میں خدا تعالےٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے صحیح معنوں میں حضور اقدس کی اس خواہش کو پورا کرنے والا بنا دے۔ اور اس میں اس لیفہ کو جو میرے روحانی اور جسمانی باپ کی طرف سے میرے سپرد ہوا ہے۔ بحسن انجام دینے کی توفیق پاؤں۔ اور میں خدا تعالےٰ کی پناہ میں آتے ہوئے اسی سے دعا کرتا ہوں۔ کہ میری کمزوریوں کی وجہ سے میرے متعلق کسی کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ وہ مال جو اچھا نہیں تھا۔ وہ یہاں بھیجا گیا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کے ساتھ ہو اور اس کا فضل و رحم ہمیشہ ہم سب کے شامل حال رہے آمین۔ بعدہٗ ایک لمبی دعا کے ساتھ تقریب سعید ختم ہوئی۔

مکرم جناب میاں صاحب کو حضور اقدس

جھوٹے مدعی کی نشانی!

از مکرم مولوی مقبول احمد صاحب ذبیح واقف زندگی متعلم جامعۃ المبشرین ربوہ حال نزیل قادیان

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں:۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ (سورۃ الحاقہ پارہ ۲۹)

یعنی میرے برگزیدہ رسول کے منکر لوگو! اگر یہ رسول کچھ اپنی طرف سے قول بنا لیتا۔ اور کہتا کہ فلاں بات خدا نے میرے پر وحی کی ہے۔ حالانکہ وہ کلام (نعوذ) اس کا ہوتا نہ (کہ) خدا تعالےٰ کا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور پھر اسکی رگِ جان کاٹ دیتے۔ اور کوئی تم میں سے اس کو بچا نہ سکتا۔

یعنی اگر وہ ہم پر افترا کرتا تو اسکی سزا موت تھی کیونکہ وہ اس صورت میں اپنے جھوٹے دعوےٰ سے افتراء اور کفر کی طرف بلا کر ضلالت کی موت سے ہلاک کرنا چاہتا تو اس کا مرنا اس حادثہ سے بہتر ہے۔ کہ تمام دنیا اس کی مفتریانہ تعلیم سے ہلاک ہو۔ اس لئے قدیم سے ہماری یہی سنت ہے کہ ہم ایسے کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ جو دنیا کے لئے ہلاکت کی راہیں پیش کرتا ہے۔ اور جھوٹی تعلیم اور جھوٹے عقائد پیش کر کے مخلوقِ خدا کی روحانی موت چاہتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ پر افترا کر کے گستاخی کرتا ہے۔

مجھے اس بارہ میں اس لئے قلم اٹھانے کی ضرورت پیش آئی۔ کہ انہی دنوں ضلع سیالکوٹ کے ایک جھوٹے مدعی مہدویت اپنی افتراء پردازی اور گستاخی کی وجہ سے مقتول ہو کر کلام الٰہی کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر گئے ہیں۔ چنانچہ ۵ راگست کے "نوائے وقت" میں "ولی اللہ کا قتل" کے عنوان سے ایک خبر شائع ہوئی جو من وعن درج کئے دیتا ہوں۔

"سیالکوٹ (ڈاک سے) موضع سلان ماہ ضلع سیالکوٹ کی ایک اطلاع کے مطابق عبدالرحمٰن المعروف "پاک رحمٰن" نامی ایک "ولی اللہ" کو کسی نامعلوم شخص نے رات کے اندھیرے میں قتل کر دیا ہے۔ یہ "ولی اللہ" صاحب ترکھان پیشہ سے تھے۔ اور قریباً پندرہ سولہ سال سے اپنے آپ کو امام مہدی کہلواتے تھے۔ ان کی عمر ۲۵ سال تھی۔ ان کے مریدوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی تھی۔ آپ کے پیروکاروں نے آپکے نام کے خاص علم بنا رکھے ہیں جن پر "لا الٰہ الا اللہ پاک رحمٰن رسول اللہ" کے الفاظ لکھے ہیں۔ "ولی اللہ" جس احاطے میں رہتے تھے۔ وہ "دربار صاحب" کے نام سے مشہور ہے۔ جہاں ہر سال ہاڑ کے مہینہ میں بھاری میلہ لگتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ گذشتہ رات "ولی اللہ" صاحب اپنے احاطہ میں سوئے ہوئے تھے۔ کہ کسی نے ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔ ان کے چند ملنگ دس گز کے فاصلہ پر سوئے ہوئے تھے۔ ملنگ صبح کو حقہ بھر کر جب "ولی اللہ" صاحب کی خدمت میں لائے تو وہ خون سے لتھڑے پڑے تھے۔ پولیس مصروف تفتیش ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۵ راگست ۱۹۵۵ء)

پس کیونکر معلوم ہو کہ فلاں مدعی من جانب اللہ ہے۔ یا جھوٹا۔ اس چیز کو پرکھنے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سرورِ دو عالم کا اسوہ کامل ہمارے سامنے ہے۔ تو کیوں نہ ہم بعد میں پیدا ہونے والے مدعیوں کو اس کسوٹی پر پرکھیں جب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی وابی وامی) نے (اس پیارے نبی نے جس کے متعلق خدائے وحدہٗ لاشریک نے فرمایا کہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ) پورے ۲۳ سال نبوت کر کے یہ ثابت کر دیا۔ کہ سچے اور من جانب اللہ مدعی نبوت کے لئے ۲۳ سالہ زندگی پانا اس کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے۔ جس سے انکار محال ہے چنانچہ مندرجہ بالا خبر ہر لحاظ سے مدعی مہدویت کے کاذب ہونے پر پوری طرح دلالت کر رہی ہے۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ امتِ محمدیہ کو مدعیانِ نبوتِ کاذبہ سے نجات عطا فرما کر منعم علیہ گروہ کی راہ پر گامزن فرمائے آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ آمین۔

شذرات

سماج کے بھیڑیئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آریہ سماج کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی۔ جو گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ "ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں زندہ ہوں گے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لو گے۔ کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ آسمان سے"۔ ذیل میں ہفتہ وار آریہ ویر جالندھر مورخہ ۳۰ اگست سے جناب سوامی ویدانند تیرتھ جی کے ایک مضمون سے ہم اقتباس درج کرتے ہیں۔ جس میں سوامی جی نے آریہ سماج پر چھائے ہوئے اشخاص کو بار بار بھیڑیئے وغیرہ قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:-

"آریہ سماج میں کئی پرکار کی کمزوریاں آ چکی ہیں۔ مثلاً سہ شکشا (لڑکے لڑکیوں کی ایک ساتھ تعلیم) وید پرچار کی پوری دچاروں کا دچار وغیرہ وغیرہ"۔

(آریہ ویر جالندھر ۳۰/۸/۵۴ء ص۱)

نیز فرماتے ہیں:-

جب کسی سوسائیٹی میں دھرم کا استھان بیوپار لے لیتا ہے تب دھرم کے رخصت ہو جانے سے وہ سوسائیٹی مردہ ہونے لگتی۔ اب آپ اپنے بلائے کاموں کو دیکھئے سکول کالج بیوپار ہیں۔ گوروکل بیوپار ہیں۔ اس واسطے اگر سکولوں کالجوں میں سہ شکشا چلا دی گئی ہے۔ تو ان کے خیال میں کوئی ہرج نہیں۔ کیونکہ یہ خالص بیوپار ہے .... اس وقت سماج ایسے بیوپاریوں کے ہاتھ میں ہے۔ اس واسطے سماج میں کمزوری کی علامات دکھائی دیتی ہیں:

بیوپار کے کام پر گھی گرم سوکھاؤ والے برہمن یا کشتریہ کو اگر لگا دیا جائے تو جیسے اس بیوپار کا بیڑا پار ہو جائے گا۔ ایسے ہی دھرم پرچار کے ادھیکار پر اگر بیوپاری کو بٹھا دیا جائے تو وہی حالت ہو گی۔ کیونکہ وہ تو یہی دیکھے گا کہ کتنا روپیہ آیا ہے وہ یہ نہیں دیکھے گا کہ کتنے نئے منشوں نے دھرم لابھ کیا ہے آریہ سماج کو صحت مند دیکھنے کے خواہشمند سجنوں سے پیار تھنا ہے کہ وے ایسے بیوپاریوں سے سماج کا پنڈا چھڑائیں یہ سماج کے شریر میں سرطان کا پھوڑا ہیں۔ شاید ایسے ہی دھرم گھاتک بیوپاری کے لئے وید میں کہا گیا ہے .....

(ترجمہ) سب کچھ کھا جانے والے بیوپاری کو مار دے کیونکہ وہ بھیڑیا ہے۔ بھیڑیئے دل باندھ کر شکار کو چلتے ہیں۔ اگر بدقسمتی سے ان میں کوئی راستہ میں بیمار پڑ جائے۔ تو بھیڑیئے پہلے اس کو کھا کر ختم کرتے ہیں۔ درندوں میں صرف بھیڑیا ہی ایسا جانور ہے جو اپنی برادری والوں کو کھا جانے میں سنکوچ نہیں کرتا .... یہ بھیڑیا ہی ہے جو اپنے کمزور ساتھی کو۔ برادر کو کھا جانے میں بہادری سمجھتا ہے۔ دھرم کے معاملہ میں جو بیوپار کرتا ہے۔ وہ بھیڑیا ہے۔ بھیڑیا اپنے بھائی بندوں کو کھانے میں نہیں شرماتا۔ سماج کے ان بھیڑیوں کے کارناموں پر غور کیجئے یہ اپنے دھرم بندھوؤں کے خون سے موٹے ہوئے ہیں"۔ (ص۲)

بھارت کے مسلم نواسی

بھارت کے محبوب لیڈر سات سال سے تعصب اور فرقہ واریت کے مہیب اژدہا کو سرکچل ڈالنے کے لئے بے انتہا سعی فرما رہے ہیں۔ اور حقیقت ہے کہ اگر ان کے دست و بازو ان کے اسپارہ میں ارشادات پر دل و جان سے کاربند ہوں تو اس اژدہا کا جو کسی وقت بھارت کی ایکتائی وحدت اور اتحاد و سالمیت کے استیصال کا موجب بن سکتا ہے۔ اپنی موت آپ مر جانا یقیناً ممکن ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ متعصب پریس اور فرقہ واریت سے مسموم دماغوں والے اشخاص کسی طرح پسند نہیں کرتے کہ اپنے مہلک اور اوچھے ہتھکنڈوں کو ترک کریں اور اپنی گندی ذہنیت کا مظاہرہ جا دبے جا کرتے رہتے ہیں۔ یہ اس ذہنیت کا نتیجہ ہے کہ گذشتہ ڈیڑھ ماہ میں متعدد مقامات پر فرقہ وارانہ فسادات رونما ہوئے۔ ابھی ایک مقام کا فساد فرو نہیں ہونے پاتا کہ یہ آگ دوسری جگہ بے قابو طور پر شعلہ زن ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس عرصہ میں علی گڑھ۔ بیلی بھیت۔ طلدوانی۔ نظام آباد۔ برہم پورہ (ور بھنگہ) عادل آباد (دکن) وغیرہ بہت سے مقامات میں فسادات ہو چکے ہیں۔

نظام آباد دکن کے متعلق جہاں قریباً ½ ۱ سو اشخاص زخمی ہوئے حزب مخالف کے لیڈر مسٹر دی ڈی پانڈے نے تحقیق کرکے جو بیان دیا ہے اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ گاندھی جی کے مجسمے سے فرقہ پرست عناصر نے جو کانگرس میں شامل ہیں پاکستانی جھنڈا لگایا اور اس موقعہ پر پولیس افسران غفلت اور بے پروائی کے مرتکب ہوئے اور سپرنٹنڈنٹ پولیس نے جھنڈے کو اتارنے وقت پنچ نامہ تیار نہیں کیا بلکہ ہمیں وہ جھنڈا دکھانے سے بھی انکار کیا۔ علیگڑھ کے فساد کے متعلق جمعیۃ العلماء کے وفد کی رپورٹ تھی۔ کہ ایک جھوٹی خبر اڑا کر کہ ایک غیر مسلم عورت اغوا کر لی گئی ہے۔ آتشزنی۔ لوٹ مار اور قتل تک نوبت پہنچائی گئی۔ اور پھر مسلمانوں کو ہی دھر لیا گیا۔ اور انہیں قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔

افسوس تو یہ ہے کہ بھارت کے پریس میں سے کسی نے اپنے ہم عقیدہ لوگوں کی مذمت نہیں کی بلکہ حقائق منظر عام پر آنے کے باوجود مسلمانوں کو ہی برا بھلا کہا جا رہا ہے بھلا کون عقلمند یہ سمجھ سکتا ہے کہ مسلمان کہیں پاکستانی جھنڈا گاڑتے ہیں کہیں "پاکستان زندہ باد" کے پوسٹر چسپاں کرتے ہیں۔ کہیں بت توڑتے ہیں۔ اس لئے تا وہ کثیر تعداد میں زخمی اور قتل ہوں ان کو لوٹا جائے۔ ان کے مکانات کو نذر آتش کیا جائے ان پر مقدمات چلیں۔ اور متواتر مسلمان ایسی حرکات سے اپنے تئیں تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مزید قابل تاسف امر یہ ہے کہ افسران ضلع برابر غفلت عدم پروائی برتتے جا رہے ہیں۔ لیکن کسی ایک سے بھی مواخذہ نہیں کیا گیا۔ جو اخبارات "جمالو آگ لگا دور کھڑی" کی مثل کے مطابق تماشا دیکھتے ہیں ان سے بھی کبھی باز پرس نہیں کی جاتی۔ مسلمانوں کو سؤر تک کہدیا جاتا ہے (ملاحظہ ہو پرتاپ ۵۴/۸/۱۸) لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ کہیں شدھی کی تحریک جاری کی جاتی ہے۔ جسے پنڈت جی نے سیاسی سٹنٹ قرار دیا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو تبلیغ سے روکا جاتا ہے۔ چنانچہ پرتاپ مورخہ ۵۴/۸/۳۰ میں لکھنؤ کی خبر دی گئی ہے کہ یوپی سرکار اس امر سے بڑی پریشان ہے کہ یوپی کے مسلمان پھر تبلیغ تحریک کو زندہ کر رہے ہیں۔ اور ایسے مسلمانوں کو فرقہ پرست قرار دیا ہے جہاشے کرشن ایڈیٹر پرتاپ تحریک شدھی کو قومی تحریک قرار دیتے ہیں۔ اور یوپی سرکار کا خبر دینے والا تبلیغ کو فرقہ پرستی قرار دیتا ہے۔ کہیں گئو بدھ کے انسداد کا اندولن شروع کیا جاتا ہے۔ اور جگہ جگہ ستیہ گرہ کرکے مسلمانوں کے خلاف بدامنی کی فضا پیدا کی جاتی ہے کہیں اردو کا گلا گھونٹ کر ان کی اولاد کو جاہل رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے کہیں ان کو مساجد سے محروم کرکے بے غیرت اور بے دین بنایا جاتا ہے۔ چنانچہ حکومت راجستھان نے محکمہ مالیات حکومت ہند کو یہ رپورٹ دی تھی کہ راجستھان میں ایک سو دو مساجد گوردوارے اور مندر بن چکے ہیں۔ پچیس مساجد کو مدارس میں تبدیل کیا گیا ہے۔ اور ایک سو چوالیس مساجد پناہ گزینوں کے قبضہ میں ہیں۔ پھر کہیں ان کو جائدادوں سے محروم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک ذمہ دار شخص نے چندروز قبل بیان دیا ہے کہ کلکتہ میں اڑھائی لاکھ مسلمان اپنے مکانوں وغیرہ سے محروم ہیں۔ انہی سب باتوں کا نتیجہ ہے کہ مسلمان اقتصادی بدحالی میں مبتلا ہیں۔ اور ان کا ایک حصہ پاکستان جاتا رہتا ہے۔

ہم بادب پنڈت جی جیسے وسیع حوصلہ اور عالی دماغ اور قوم پرست لیڈر کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ خدارا ایسے مظالم و فسادات کا فوری طور پر قلع قمع کیا جائے۔ اور انسداد بھی ایسا ہو کہ پھر ایسے فسادات رونما نہ ہو سکیں۔ مسلمان بھارت کے باشندے ہیں۔ اور یہ حکومت سیکولر ہے۔ اور مسلمان آئین کی رو سے مساوی حقوق کے حقدار ہیں جو انہیں ملنے چاہئیں ۔

اخبار احمدیہ قادیان بقیہ ص۲

ہو آئی کیفیبی) (۲) ۲۴ اگست۔ صاحبزادہ میاں عباس احمد خان صاحب مع اہل و عیال۔ مولوی نذیر احمد صاحب فاضل مستری عبدالماجد صاحب اور ملک رفیق احمد صاحب ۲۱/۳ ستمبر مولوی مقبول احمد صاحب ذبیح متعلم جامعۃ المبشرین زیارت قادیان کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

نکاح ۔ ۲۷ اگست۔ مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری نے بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں اقبال احمد صاحب کلرک بیت المال کا نکاح نو صد روپیہ مہر پر محترمہ شوکت بی بی صاحبہ بنت شیخ محمد کمال صاحب مرحوم ساکنہ کیمبی سونگڑہ (کٹک۔ اڑیسہ) کے ساتھ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

ولادت ۔ (۱) ۲۶ اگست۔ ولی محمد صاحب گجراتی کے ہاں چھ لڑکیوں کے بعد بیٹا لڑکا پیدا ہوا۔ (۲) ۳۰ اگست مستری ہدایت اللہ صاحب اور بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوئیں (۳) ۱ ستمبر چوہدری سعید احمد صاحب محاسب صدر انجمن کے ہاں دو لڑکیوں کے بعد بیٹا لڑکا پیدا ہوا۔ ۲ ستمبر محمد موسیٰ صاحب درویش کے ہاں بھی فرزند تولد ہوا۔ احباب تمام نومولودگان کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

درخواستہائے دعا ۔ (۱) سید خورشید عالم صاحب بہاری سول سروس کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں (۲) راجہ مظفر خان صاحب سرداری اسلام آباد کشمیر کی دونوں اہلیہ بیمار چلی آ رہی ہیں (۳) سید محمد عبداللہ صاحب امیر جماعت یادگیر دکن سخت بیمار ہیں

اکثر علماء نے مطالبات کو اسلامی مذہبی رنگ دیا تاکہ دنیوی مقصد کیلئے فسادات کرانے کی ذمہ داری سے اپنا دامن بچا سکیں

(ننگِ اسلام علماء کی گندی اور نفرت انگیز ذہنیت)

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

جب یہ کہا جاتا ہے کہ مطالبات متفقہ تھے اور ان کی نوعیت مذہبی تھی۔ تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اسلام کے تمام فرقوں کے نزدیک وہ دینی مفروضات یا عقائد سے واضح طور پر مستنبط کئے گئے ہیں۔ تقریباً ان تمام علماء نے جن سے اس باب میں استفسار کیا گیا تھا یہ بیان کیا ہے کہ یہ مطالبات ایک ایسے مذہبی اور سیاسی نظام کے امتزاج سے جسے اسلام کا نام دیا جاتا ہے۔ اور قرارداد مقاصد سے جو پاکستان کی مجلس دستور ساز میں ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو منظور ہوئی مستنبط ہیں۔ اس بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ پاکستان کے مطالبہ اور تشکیل کی غرض یہ تھی۔ کہ نئی ریاست کا سیاسی نظام آئندہ چل کر قرآن و سنت پر مبنی ہو۔ یہ مطالبہ پورا ہو گیا اور اس نصب العین کو قرارداد مقاصد میں تسلیم کر لیا گیا۔ اس کے بعد پاکستان کے شہریوں اور علماء کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ مذہبی بنیادوں پر جو مطالبہ بھی پیش کیا جائے۔ اسے نہ صرف منظور کیا جائیگا بلکہ وہ افراد جو اس ریاست میں برسر اقتدار ہیں اور جو گذشتہ کئی سال سے یہ چلا چلا کر اپنا حلق خشک کر رہے ہیں کہ وہ ایسی اسلامی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں جس کے سیاسی۔ معاشی اور اخلاقی ادارے اسلامی طرز کے ہوں گے۔ وہ اس مطالبے کا خیر مقدم کریں گے۔ کہا گیا ہے کہ اس مقصد کے حصول کی خاطر اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیا گیا تھا۔ اس وجہ سے مطالبات منظور کرانے کے لئے صرف یہ کافی تھا۔ کہ علماء دینی استدلال سے یہ ثابت کر دیں۔ کہ احمدی ایک علیحدہ گروہ ہیں۔ یہ گروہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور اسے ملک کے عام معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں۔ کیونکہ معاملات کا انتظام اسلامی قوانین ہی کے مطابق ہو سکتا ہے۔

ماشکاہ الصور

مطالبات کی حقیقی نوعیت کو سمجھنے کے لئے یہاں یہ کہنا ضروری ہے کہ جب اسلام کو ایک نظام قرار دیا جاتا ہے جس میں مذہب اور سیاست کو سمو دیا گیا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ عقائد ارکان اخلاقیات اور عالمی اداروں کے علاوہ اس کا ایک ثقافتی پہلو بھی ہے۔ جو محض سیاسی اداروں اور قانون اور معاشرتی ... معمولات پر مشتمل ہے۔ اسلام کا یہ تصور ایک طرف تو دینی معتقدات سے علیحدہ کیا گیا ہے۔ دوسری طرف علماء اسلام کے نظریئے پر مبنی ہے۔ علماء اسلام سے ایسا ملک مراد ہے جس کا زندگی کے متعلق مخصوص نقطہ نگاہ ہو جو اپنے تمام اداروں کو وحی کی بنیاد پر قائم کرے۔ اور وحی کے ذریعہ سے جو نصب العین بنایا گیا ہے۔ اس کے حصول کے لئے تمام تر سرگرمیاں وقف کر دے۔ کہ جب اسلامی ریاست کا مطالبہ پیش کیا جاتا ہے۔ تو اس سے کیا مراد ہوتی ہے؟

اب ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ مطالبات کے مذہب پر مبنی ہونے کا دعوے کس طرح کیا جاتا ہے اس غرض کے لئے نہ صرف یہ ضروری ہے کہ احمدیوں اور مسلمانوں کے اختلاف عقائد کی صحیح نوعیت سمجھی جائے۔ بلکہ یہ بھی ضروری ہے۔ کہ جس نے مذہبی اور سیاسی نظام کو اسلام کہا جاتا ہے۔ اس کا اور اس اسلامی ریاست کا واضح تصور ذہن میں لایا جائے جس کا لازمی نتیجہ یہ مطالبات بنائے جاتے ہیں۔

رپورٹ کا باب اول

اس تنازعہ کو جو فسادات پر منتج ہوا۔ سرکاری کاغذات میں "احرار احمدیہ تنازعہ" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ تنازع تقسیم سے بہت پہلے سے موجود ہے لیکن پارٹیوں نے ہمارے سامنے اس نام پر سخت اعتراض کیا ہے بلکہ اسے ناپسند بھی کیا ہے۔ کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ احمدیوں کے ساتھ اختلافات احراریوں تک محدود نہیں بلکہ وہ مسلمانوں کے تمام فرقوں پر مشترک ہیں۔ اسی طرح مرزا غلام احمد کے پیروؤں کے لئے لفظ "احمدی" کے استعمال کی بھی اس بنا پر مخالفت کی گئی ہے۔ کہ تمام مسلمان خود رسول اکرمؐ کے پیرو ہونے کی وجہ سے احمدی ہیں کیونکہ حضورؐ کا دوسرا نام احمد تھا۔ اور یہ کہ مرزا غلام احمد کے ماننے والوں نے اس نام کو غلط طریق پر اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ ہم نے عام مسلمانوں اور جو مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے اور ان لوگوں میں جو مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں۔ فرق کرنے کے لئے اول الذکر کے واسطے "مسلمان" کا لفظ اور موخر الذکر کے لئے جو مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں "احمدی" "قادیانی" یا "مرزائی" کا لفظ استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

احمدی

حصہ چہارم میں ہم ... تفصیل سے قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان نظریاتی اور سماجی اختلافات کا ذکر کیا ہے یہاں ہم صرف احمدی تحریک کا مختصر حال بیان کرتے ہیں۔ جو مرزا غلام احمد صاحب نے قائم کی۔ مرزا غلام احمد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے بیٹے تھے۔ جو سکھ دربار میں جرنیل تھے۔

مرزا غلام احمد صاحب ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء کو گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں پیدا ہوئے جو پورے طور پر ان کے خاندان کی ملکیت تھا۔ اپنے گھر میں عربی اور فارسی زبانیں سیکھیں۔ غالباً انہوں نے کوئی مغربی تعلیم حاصل نہیں کی۔ ۱۸۶۴ء میں آپ کو ڈسٹرکٹ کورٹ سیالکوٹ میں ملازمت ملی۔ جہاں آپ نے چار سال تک ملازمت کی۔ والد کی وفات کے بعد آپ نے مذہبی علوم کے مطالعہ میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ اور ۱۸۸۰ء اور ۱۸۸۴ء کے درمیان اپنی مشہور کتاب "براہین احمدیہ" چار جلدوں میں لکھی۔ بعد میں آپ نے اور کئی کتابیں بھی تصنیف کیں۔ اس زمانے میں بہت زیادہ مذہبی تنازعے تھے۔ اور اسلام پر نہ صرف عیسائی مشنریوں بلکہ آریہ سماجیوں کی طرف سے بھی حملے ہو رہے تھے۔ آریہ سماج ہندوؤں کی ایک آزاد خیال تحریک تھی جو بہت ہر دلعزیز ہو رہی تھی۔

مارچ ۱۸۸۲ء میں مرزا غلام احمد صاحب نے یہ دعوے کیا کہ انہیں اس مضمون کا الہام ہوا ہے کہ خدا نے انہیں خاص مشن کے لئے مقرر کیا ہے۔ یعنی یہ کہ دوسرے الفاظ میں وہ مامور من اللہ ہیں۔ ۱۸۸۹ء میں دوبارہ ایک الہام کے ماتحت انہوں نے اپنے پیروؤں سے بیعت طلب کی۔ ۱۸۹۱ء کے آخر میں مرزا صاحب کو یہ الہام ہوا کہ حضرت عیسےٰ صلیب پر فوت نہیں ہوئے نہ ہی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ بلکہ ان کے پیروؤں نے مجروح حالت میں انہیں صلیب پر سے اتار لیا۔ اور ان کے زخموں کا علاج کیا۔ صحت یاب ہو کر کشمیر چلے گئے۔ جہاں انہیں طبعی موت نصیب ہوئی۔ یہ عقیدہ کہ وہ قیامت کے قریب بجسدہ العنصری ظاہر ہوں گے غلط ہے اور اس کے دوبارہ ظہور کے متعلق وعدہ کا مطلب یہ ہے کہ رسول اکرمؐ کی امت میں ایک اور آدمی ظاہر ہوگا۔ جو عیسٰے ابن مریم کی خوبیوں کا حامل ہوگا اور یہ کہ مرزا صاحبؑ کی ذات میں اس وعدے کو پورا کر دیا گیا ہے جو مثیل عیسےٰ ہیں۔ اور اس لحاظ سے مسیح موعود ہیں۔

اس عقیدہ کی اشاعت سے مسلمانوں میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کے عام عقیدہ کے خلاف تھا۔ جو یہ تھا کہ عیسےٰ ابن مریم آسمان سے اسی جسم کے ساتھ اتریں گے۔ مسلمان علماء نے اس کی زبردست مخالفت کی۔ بعد میں مرزا صاحب نے یہ دعوے کیا کہ وہ مہدی موعود ہیں مگر ایسے مہدی نہیں کہ جو قتل و غارت کا بازار گرم کرے۔ بلکہ وہ ایسے مہدی ہیں کہ جو دلیل کے ساتھ اپنے مخالفین پر غالب آئے گا۔ اس نئے دعویٰ سے مخالفت میں اضافہ ہو گیا اور علماء نے ان پر کفر کے فتوے لگانے شروع کر دیئے ۱۹۰۰ء میں مرزا صاحبؑ نے ایک اور عقیدہ بیان کیا کہ اب جہاد بالسیف نہیں ہوگا۔ بلکہ جہاد صرف دلیل کے ساتھ مخالف کو منوانے تک محدود رہے گا۔ سال ۱۹۰۰ء میں مرزا صاحب نے ظلی نبی کا دعوے کیا۔ اور ایک اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں ختم نبوتؐ کے عقیدہ کی یہ توضیح کی کہ رسول اکرمؐ کی وفات کے بعد کسی نئی شریعت کے بغیر کسی نبی کی آمد ختم نبوت کے عقیدہ کے منافی نہیں ہے۔ نومبر ۱۹۰۴ء میں سیالکوٹ میں ایک جلسہ عام کو خطاب کرتے ہوئے مرزا صاحبؑ نے مثیل کرشن ہونے کا بھی دعوے کیا۔ ۱۹۰۱ء میں جماعت احمدیہ قائم ہوئی اور مرزا صاحب کی اپنی درخواست پر اس سال کی مردم شماری میں مسلمانوں کا ایک الگ فرقہ دکھایا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کے اراکین کی موجودہ تعداد ۲۰۰۰۰۰ کے قریب ہے۔ احمدی ہندوستان یورپ۔ امریکہ اور دوسرے ممالک میں بھی موجود ہیں

جماعت میں اختلاف

مرزا صاحب کی اپنی زندگی میں نئی تحریک کو کافی حد تک تائید و حمایت حاصل ہوئی۔ جس میں کئی بااثر لوگ بھی شامل تھے۔ ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحبؑ کی وفات کے بعد مولوی نور الدین صاحب جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ مقرر ہوئے ۱۹۱۴ء میں خلیفہ نور الدین صاحب کی وفات پر مرزا غلام احمد صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود احمد (جو احمدیہ فرقہ کے موجودہ سربراہ ہیں) دوسرے خلیفہ مقرر ہوئے۔ اس وقت جماعت میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی کی قیادت میں جماعت کے ایک طبقہ نے الگ ہو کر دوسری جماعت لاہوری پارٹی قائم کر لی۔ دونوں میں فرق یہ ہے۔ کہ جہاں قادیانی مرزا غلام احمد صاحب کو نبی مانتے ہیں لاہوری پارٹی انہیں یہ درجہ نہیں دیتی اور انہیں صرف مجدد اور محدث مانتی ہے۔ الگ ہونے والوں نے ایک جماعت لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نام سے قائم کی۔ دونوں جماعتیں باہر کے ممالک میں وسیع پیمانے پر تبلیغی کام کر رہی ہیں۔

احرار نے قائد اعظم کے آزاد خیالات اور مذہبی امور میں فراخ دلی کا کمینگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں کافر کہا

احرار

احرار قوم پرست مسلمانوں کی ایک جماعت ہے جو کانگرس سے الگ ہوئی اور ۲۹ رمئی ۱۹۳۱ء کو لاہور میں منعقدہ ایک جلسہ میں مجلس احرار اسلام قائم کی گئی ۱۹۳۱ء میں تحریک کشمیر کے سلسلہ میں پہلی مرتبہ وہ عوام کی نظر میں آئے۔ جبکہ اس سال ۲۰ ر اکتوبر کو مظہر علی اظہر کی قیادت میں مضبوط ارادے والے ایک سو رضا کاروں کا ایک جتھہ سیالکوٹ سے مارچ کرتا ہوا جموں کے علاقہ میں داخل ہوا

پنجاب میں تحریک کشمیر دراصل کشمیری مسلمانوں کے لئے ہمدردی کا قدرتی مظاہرہ تھی۔ جس پہ ڈوگرہ دربار ہر طرح کا ظلم کر رہا تھا۔ کشمیری مسلمانوں کی شکایات ریاست کی طرف سے کئی مساجد قبرستانوں اور مسلمانوں کی مقدس جگہوں پر غاصبانہ قبضہ، سرکاری ملازمتوں سے مسلمانوں کا اخراج، مذہبی رسومات کی ادائیگی پر پابندیوں اور ایسی مقننہ کا عدم وجود تھا۔ جہاں مسلمان ریاست میں اپنی آبادی کے لحاظ سے اپنی نمائندگی حاصل کر سکیں۔ اخبارات میں اپنی ان شکایتوں کے سلسلے میں تحریک ۱۲ رجولائی ۱۹۳۱ء کو سری نگر فرقہ وارانہ فسادات میں منتج ہوئی ان فسادات سے پیدا شدہ صورت حال کے باب میں تحریک کی قیادت سنبھالنے کی کوشش مجلس احرار اور ایک جماعت آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے کی یہ جماعت ۲۲ رجولائی ۱۹۳۱ء کو بنائی گئی تھی۔ اور اس میں ڈاکٹر سر محمد اقبال، نواب سر ذوالفقار علی خان، خواجہ حسن نظامی، نواب ابراہیم خاں، مرزا بشیر الدین محمود احمد موجودہ امیر جماعت احمدیہ اور عبدالرحیم درد جو سیکرٹری تھے۔ احرار اور احمدیوں کے درمیان بعد میں جو تنازعہ پیدا ہوا وہ اس وجہ سے تھا۔ کہ تحریک کشمیر کے دوران یہ مخالف کیمپوں میں تھے۔ احرار نے ۱۴ راگست کو یوم کشمیر منانے کا فیصلہ کیا۔ اور دوسرے دن سرکاری طور پر اعلان کیا گیا۔ کہ انہوں نے کشمیر میں اپنے ہم مذہب بھائیوں کی طرف سے تحریک کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔

جیسے کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے ۲۰ ر اکتوبر کو مظہر علی اظہر سو رضا کاروں کے ساتھ ریاست جموں میں داخل ہوئے۔ اس ڈرامائی کارروائی سے احرار فوراً عوام کی نظروں میں آ گئے۔ اگرچہ احرار نے کانگرس سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ مگر وہ اس جماعت کے ساتھ تقسیم ملک تک سمبازش کرتے رہے مجلس احرار کی مجلس عاملہ نے ۳ ر مارچ ۱۹۴۰ء کو اپنے اجلاس دہلی میں جو قرار دادیں منظور کیں۔ ان میں پاکستان پلان کی مخالفت کی گئی تھی۔ اور احرار رہنماؤں کی چند تقریروں میں پاکستان کو پلیدستان کہا گیا۔ ۲۹ نومبر ۱۹۴۵ء میں ایک اخباری بیان میں مولانا داؤد غزنوی نے اس فیصلہ کا اعلان کیا کہ احرار کانگرس میں مدغم ہو جائیں گے۔ صوبائی احرار کانفرنس میں جو گوجرانوالہ میں ۱۶ ر سے ۲۹ ر مارچ ۱۹۴۶ء تک منعقد ہوئی۔ جو قرار داد منظور کی گئی۔ اور بعد میں اس سال سہارنپور میں جو قرار داد منظور ہوئی۔ اس میں احراریوں نے مجوزہ تقسیم کی مخالفت کی۔ اور کہا یہ ملک کو ٹکڑے کر دینے کے مترادف ہے۔ بر اہم تقریریں ان کے سر لیڈروں نے مسلم لیگ اور ان کی قیادت پر نکتہ چینی کی۔ اس میں قائد اعظم بھی شامل تھے۔ جن کے لئے ان کے دل میں احترام نہیں تھا۔ حالانکہ قائد اعظم ان دنوں میں مسلم قوم کے واحد مسلم راہنما تسلیم کئے جاتے تھے۔ احرار نے ان کے آزاد خیالات اور مذہبی امور میں فراخدلی کا کمینگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں کافر کہا۔ اس شعر کے مصنف ؎

ایک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائد اعظم ہے کہ ہے کافر اعظم

مولانا مظہر علی اظہر بیان کئے جاتے ہیں۔ جو احرار تنظیم میں مقتدر شخصیت کے مالک ہیں۔ اور انہوں نے ہمارے سامنے یہ کہنے کا حوصلہ کیا کہ اب بھی ان کا یہی نقطہ نظر ہے۔

اپنی تقریر میں احرار نہ صرف اس امر کا ذکر کرتے تھے۔ کہ قائد اعظم نے ایک پارسی خاتون سے شادی کی بلکہ ان پر یہ الزام لگایا کہ وہ مکہ حج کرنے نہیں گئے ۱۹۴۴ء میں انہوں نے شیعہ سنی تنازعہ کو ہوا دینے کی کوشش کی۔ اور مظہر علی اظہر اور ان کے رشتے مصطفیٰ تبصرہ ۱۶ ر نومبر کو مدح صحابہ کی تحریک شروع کرنے کے لئے لاہور سے لکھنؤ گئے ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں تین احرار امیدوار مسلم لیگ کے مقابلے میں کھڑے ہوئے۔ مگر انہیں شکست ہوئی۔ بعد میں مسلم لیگ نے پنجاب میں راست اقدام کی تحریک شروع کی۔ اور احرار اس سے بالکل الگ تھلگ رہے۔

احمدیوں کی مخالفت

احرار کی ایک اہم سرگرمی کسی نہ کسی شکل میں احمدیوں کی مخالفت تھی۔ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ احمدیوں کے خلاف نفرت کے جذبہ نے احرار کو ختم کر دیا۔ مجلس احرار کے قیام کے دو سال بعد انہوں نے ایک قرار داد منظور کی۔ کہ کسی قادیانی کو کسی پبلک ادارے کا رکن منتخب نہ کیا جائے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے تقسیم ملک سے قبل قادیان خالصتاً احمدیوں کا شہر تھا ۱۹۳۴ء میں احراریوں نے قادیان میں کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ مگر چونکہ جلسے پر پابندی لگا دی گئی اس لئے انہوں نے ۲۱ ر اکتوبر کو اس سال دیانند اینگلو ویدک ہائی سکول رجادہ میں کانفرنس منعقد کی۔ یہ جگہ قادیان سے صرف ایک میل کے فاصلہ پر تھی۔ اور یہاں کئی ہزار لوگ جلسے میں شرکت کے لئے آئے۔ اس جلسے میں ہر دلعزیز احراری لیڈر سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے پانچ گھنٹے تک احمدیوں کے خلاف تقریر کی۔ اور اس تقریر میں انہوں نے ایسی باتیں کیں۔ جن کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ سننے والوں کے دل و دماغ میں احمدیوں کے خلاف نفرت پیدا کی جائے۔ یہ تقریر کم درجہ کی ظرافت اور گالیوں سے ملوث تھی۔ اس تقریر کی بنا پر بخاری پر مقدمہ چلا۔ اور ہنگامہ خیز سماعت کے بعد انہیں مجرم گردانا گیا۔ اس ہنگامہ خیز سماعت سے تقریر کے مقابلہ میں زیادہ دلچسپی اور احمدیوں کے خلاف زیادہ جذبات پیدا ہوئے اس وقت سے ہر قابل ذکر احراری معزز احمدیوں اور ان کے رہنماؤں اور ان کے عقائد کے خلاف کوئی نہ کوئی بات کہتا رہتا ہے۔

احرار کی مایوسی

۱۹۴۷ء کی تقسیم اور قیام پاکستان احرار کے لئے انتہائی مایوسی کی وجہ تھی۔ کیونکہ تمام اختیارات پاکستان یا مسلم لیگ کو منتقل ہو گئے۔ اور ہندوستان و پاکستان میں احرار کی سرگرمیوں کے لئے کوئی وجہ نہ رہی۔ نئی مسلم ریاست کا وجود ان کے لئے صدمہ تھا۔ انہیں اپنے نظریئے کے بارے میں مایوسی ہوئی۔ اور وہ سیاسی جماعت کی حیثیت سے ختم ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے لئے وہ انتشار میں مبتلا رہے۔ اور وہ اپنے مستقبل کے بارے میں مکمل طور پر بھٹکتے رہے۔ ان کے دو راہنما مولوی عبد الغنی ڈار اور مولانا حبیب الرحمٰن نے ہندوستان میں رہنے کا فیصلہ کیا۔ ایک اور رہنما شیخ حسام الدین کچھ عرصہ تک تذبذب میں رہے۔ اور بالآخر انہوں نے پاکستان میں آباد ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ یہاں انہوں نے ویرا ہوٹل کا چارج لے لیا۔ جو ایک کانگرسی پر بودھ چندر نے ان کے حوالے کیا۔ لدھیانہ کے ماسٹر تاج الدین انصاری اور مولوی محمد علی جالندھری بھی پاکستان آ گئے اول الذکر سیالکوٹ میں آباد ہوئے۔ اور دوسرے ملتان چلے گئے۔ حتیٰ کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری جو گجرات کے رہنے والے ہیں مظفر گڑھ ضلع کے ایک گاؤں میں منتقل ہو گئے۔ مولانا مظہر علی اظہر نے سیاست سے علیحدگی اختیار کر لی۔ صاحبزادہ فیض الحسن ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں آلو مہار میں تخلیہ کی زندگی گذارنے لگے۔

نومبر ۱۹۴۷ء میں احرار کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس خان گڑھ میں منعقد ہوا۔ اس جگہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری آباد ہوئے تھے۔ اس جلسے میں آئندہ پروگرام پر غور کیا گیا۔ مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ دسمبر ۱۹۴۷ء میں لاہور میں جلسہ ہوا۔ اس کا یہی نتیجہ نکلا۔ یہاں تین ممکن امور یعنی جماعت احرار کو توڑنے سیاست کو چھوڑنے اور اپنی سرگرمیوں کو مذہبی امور تک محدود رکھنے اور پارٹی اور پارٹی کو زندہ رکھنے پر غور ہوا۔ لیکن فیصلہ صرف یہی ہوا۔ کہ کل پاکستان مجلس احرار قائم کی جائے۔ اس کے بعد مئی ۱۹۴۸ء میں جو پہلی کانفرنس لائلپور میں منعقد ہوئی۔ اس میں احمدیوں کے بارے میں معمولی اشارات کئے گئے۔ اور پاکستان سے وفاداری کا اعلان کیا گیا۔ جون ۱۹۴۸ء میں لاہور میں منعقدہ جلسے میں پاکستان کی حمایت میں زیادہ وضاحت کے ساتھ جذبات کا اظہار کیا گیا۔ اور اس کے ساتھ یہ اشارہ کیا گیا۔ کہ احرار مسلم لیگ میں چودھری ظفر اللہ خان اور میاں افتخار الدین جیسے لوگوں کے غیر اسلامی نظریوں کی وجہ سے شامل نہیں ہو رہے ہیں۔ تقسیم کے بعد ان کا سب سے اہم اجتماع احرار دفاع کانفرنس کے سلسلہ میں تھا۔ جو ۱۲ ر سے ۱۴ ر جنوری ۱۹۴۹ء تک لاہور میں منعقد ہوئی۔ جس میں انہوں نے اپنے اس فیصلہ کا اعلان کیا۔ کہ وہ سیاسی جماعت کی حیثیت سے کام نہیں کریں گے۔ اور مستقبل میں اپنی سرگرمیاں مذہبی گروپ کی حیثیت سے جاری رکھیں گے۔ انہوں نے اعلان کیا۔ کہ سیاسی امور میں وہ مسلم لیگ کی ہمنوائی کریں گے۔ اس کے بعد انہوں نے تبلیغ کانفرنس کے نام سے کانفرنسیں منعقد کرنا شروع کیں اور کالا۔ لائلپور۔ لدھیانہ۔ منٹگمری۔ سیالکوٹ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ پنڈ دادنخان۔ جہلم شجاع آباد بورے والا۔ اور ملتان میں ایسی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ پہلی بار راولپنڈی کی ایک کانفرنس میں کیا گیا۔ اور بعد میں یکم مئی ۱۹۴۹ء کو منٹگمری میں منعقدہ ایک جلسے میں اس کا اعادہ کیا گیا۔ اس کے بعد احمدیہ فرقہ کے بانی اور چوہدری ظفر اللہ خان پر نکتہ چینی احرار مقرروں کا ایک باقاعدہ فیچر بن گیا۔ اور انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ان کے لئے مسلم لیگ کی حمایت حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔ اور وہ مستقبل میں الگ جماعت کی حیثیت سے کام کر سکتے ہیں۔ مسلم لیگ نے بھی ان کے بارے میں دوستانہ طریقہ اختیار کیا۔ کیونکہ پاکستان مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے ایک جلسہ میں جو ۲۲ ر نومبر ۱۹۴۹ء کو کراچی میں منعقد ہوا۔ احراریوں کا نام ان

پاکستان کے انٹیلی جنس بیورو کی نظر میں احرار کی سرگرمیاں پاکستان کے مفاد کے خلاف تھیں!

خیال جو مسلمانوں کی اس فہرست سے خارج کر دیا جن کی رکنیت مسلم لیگیوں کے لئے منع کی گئی تھی

دو احرار لیڈروں کی گرفتاری

احرار کو یہ محسوس کرنے میں بہت کم وقت محسوس ہوئی ہو گی۔ کہ پاکستان کے قیام سے ان کا پرانا نظریہ بے کار ہو گیا ہے۔ اور نئی سلطنت میں ان کی پچھلی سرگرمیوں کے لئے کوئی جواز موجود نہیں ہے۔ لیکن احرار اس ذہنیت کے مالک نہیں ہیں۔ اور تجربہ کار مظاہرین کی طرح جیسے کہ وہ ہیں انہیں اپنی ہر دلعزیزی بڑھانے کے لئے کئی تحریکوں کو چلانے کا تجربہ حاصل ہے۔ انہوں نے نئے ماحول میں اپنی سرگرمیوں کا راستہ کھولنے کے سوال پر غور کرنا شروع کر دیا۔ ایک موجودہ تحریک چلانے کے درمیان صرف ایک قدم کا فرق ہے۔ اور جیسے کہ دکھایا جائے گا انہوں نے اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لئے وہی طریقے اختیار کئے۔

قیام پاکستان کو ابھی ایک سال بھی پورا نہیں ہوا تھا۔ کہ مجلس احرار پاکستان کے سیکرٹری مخدوم شاہ بخوری جولائی ۱۹۴۸ء کو پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۳ کے تحت گرفتار کر لئے گئے۔ شہادت میں ان کی گرفتاری کی صحیح وجوہ نہیں بیان کئے گئے ہیں مگر چہ یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ان کی گرفتاری کی وجہ یہ شک تھا۔ کہ وہ خلاف قانون سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ ان کی گرفتاری کے بعد ۲۸ ستمبر ۱۹۴۸ء کی اس دفعہ کے ماتحت ایک اور رہنما شیخ حسام الدین کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے طویل بیانات کے بعد ان دونوں کو رہا کر دیا گیا۔

میجر محمود کا قتل

۱۹۴۸ء کی سرگرمیوں میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کوئٹہ میں آرام کر رہے تھے۔ جب وہ وہاں مقیم تھے۔ ایک نوجوان فوجی افسر میجر محمود جو احمدی تھے۔ کو انتہائی وحشیانہ طور پر قتل کر دیا گیا۔ مسلم ریلوے ایمپلائز ایسوسی ایشن نے ایک پبلک جلسہ کا انتظام کیا تھا۔ جو ۱۱ اگست ۱۹۴۸ء کی شام کو ہوا چند مولویوں نے جلسے کو خطاب کیا۔ ان تقریروں کے دوران میں قادیانیوں کے کفر اور لعبد کے نتائج کا تجزیہ کیا گیا۔ ابھی یہ جلسہ جاری تھا۔ کہ میجر محمود ایک مریض کو دیکھنے کے بعد اس جگہ کے قریب سے گزرے جہاں یہ جلسہ ہو رہا تھا۔ اتفاقی طور پر ان کی موٹر کار جلسے کے قریب کھڑی ہو گئی۔ اور اس کو دوبارہ چلانے کی کوشش ناکام رہی۔ اس وقت ایک ہجوم کار کی طرف بڑھا اور میجر محمود کو کار سے نکال لیا گیا۔ انہوں نے بھاگنے کی کوشش کی۔ مگر ان پر پتھر پھینکے گئے۔ اور ان کا پیچھا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ ان کی انتڑیاں باہر نکل آئیں۔ پوسٹ مارٹم کے معائنہ کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ تیز ہتھیاروں سے انہیں کم از کم چھبیس زخم تھے۔ ان سے ان کی موت واقع ہو گئی۔ کوئی آدمی بھی اس اسلامی بہادری کے کارنامے کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اور موقعہ کے گواہ جو کافی تعداد میں وہاں موجود تھے ان میں سے کوئی بھی ان غازیوں کی شناخت کرنے کے لئے جنہوں نے یہ بہادرانہ کام کیا تھا۔ قابل یا تیار نہیں تھا۔ چنانچہ ملزموں کی کوئی شناخت نہ ہو سکی۔ اور مقدمہ بالآخر داخل کر دیا گیا۔ پولیس کے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ مشتعل ہجوم جذبات سے مغلوب ہو کر چھوٹی داڑھی والوں کی شکایت کر رہا تھا تاکہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ احمدیوں کی چھوٹی داڑھی ہوتی ہے۔

جب اس سفاکانہ قتل کی اطلاع حکومت پاکستان کے انٹلی جنس بیورو کو ملی۔ تو اس نے اپنے خط نمبر ۱۱ پی ۸۔۴۸ (۶) مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۸ء میں جو مسٹر ذوالقرنین خان سپرنٹنڈنٹ پولیس (ا۔ب) سی۔ آئی۔ ڈی پنجاب کو لکھا گیا۔ صوبائی حکومت کی توجہ مجلس احرار کی خفیہ سرگرمیوں کی طرف دلائی۔ جو بیورو کی نظر میں پاکستان کے مفادات کے خلاف تھیں۔ اور یہ بیان کرنے کے بعد کہ مجلس احرار کے متعدد رہنماؤں نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں ریاست کے ساتھ وفاداری کے جو اعلانات کئے ہیں۔ محض دھوکہ کے لئے ہیں۔ مرکزی حکومت کی اطلاع کے لئے صوبائی حکومت کی اس بارے میں صاف رائے طلب کی کہ آیا احرار کی موجودہ سرگرمیاں اس امر کی متقاضی ہیں۔ کہ اس موقع پر ان کے خلاف کوئی زبردست کارروائی کی جائے؟ اس کے جواب میں ملک حبیب اللہ نے اپنے خط نمبر ۱۱۔۴۸۵۔۲۔ S ۔ S ۔ B ۔ B مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۴۸ء میں انتہائی تفصیل کے ساتھ مجلس احرار کے بارے میں پنجاب سی۔ آئی۔ ڈی کے طرز عمل کی وضاحت کی۔ اس جواب میں عبدالرحمن مانوی کی اس تقریر کے حوالے دیئے گئے۔ جو انہوں نے ۷ مئی ۱۹۴۸ء کو ضلع سیالکوٹ کے جوندلہ میں کی۔ اور اس میں انہوں نے قائد اعظم مرحوم پر مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کے قتل کا الزام لگایا تھا۔ اس کے ساتھ صاحبزادہ فیض الحسن کی اس تقریر سے اقتباس دیا گیا۔ جو انہوں نے ضلع شیخوپورہ کے گاؤں میں بھکر کی تھی۔ جس میں انہوں نے بیگم لیاقت علی اور چند دوسری تعلیم یافتہ خواتین کے خلاف جو پردہ کی پابند نہیں ہیں۔ فحش حملے کئے تھے خط میں کہا گیا کہ مخدوم شاہ بخوری اور شیخ حسام الدین کی گرفتاری سے احرار زیادہ محتاط ہو گئے ہیں۔ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ماسٹر تاج الدین انصاری پاکستان سے وفاداری کا دوبارہ اعلان کر کے حکومت کے ساتھ دست تعاون دراز کرنے کو تیار ہیں۔ اور احرار پر کڑی نگرانی رکھی جا رہی ہے۔ اور جب بھی یہ محسوس کیا گیا کہ ان کی سرگرمیاں ملک کے مفاد کے خلاف ہیں۔ انہیں بند کرنے کے لئے فوری کارروائی کی جائے گی۔ اس خط میں حکومت پنجاب کے اس نقطۂ نظر کا بھی اظہار کیا گیا۔ کہ اس مرحلہ پر احرار تنظیم کو خلاف قانون قرار دینے کی انتہائی کارروائی صحیح اقدام ثابت نہیں ہو گا۔

احرار لیڈروں کی تقریریں

ملک حبیب اللہ کے خط میں صاحبزادہ فیض الحسن کی جس تقریر کا ریکارڈ دیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ۲۷ اگست ۱۹۴۸ء کو موضع بھکر میں سید امام علی کے عرس کے موقعہ پر انہوں نے بیگم لیاقت علی خان اور دوسری عورتوں کو جو پردہ نہیں کرتیں بازاری عورتوں کے نام سے موسوم کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ مشرقی پنجاب میں ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے ایک لاکھ مسلم عورتوں کا اغوا قائد اعظم کی اس خواہش کے باعث ہوا۔ کہ وہ پاکستان کے گورنر جنرل بن جائیں۔

۸ اگست ۱۹۵۰ء کو ہنٹ ڈائرکٹر انٹیلی جنس بیورو حکومت پاکستان نے اپنے خط نمبر (۵۰/۴۸) ۹/۹/۵۰ کے ذریعہ سے سپرنٹنڈنٹ پولیس (بی) سی۔ آئی۔ ڈی پنجاب کو مرزا بشیر الدین محمود احمد کا خطبہ بھیجا۔ جس میں انہوں نے اپنے پیروؤں کو اس خدید خطرے سے متنبہ کیا جس سے وہ دوچار تھے۔ اس خطبہ میں احمدیہ فرقہ کے رہنما نے کہا تھا۔ کہ حکومت پنجاب کو صورت حال کی صحیح طریقہ پر اطلاع نہیں دی جا رہی ہے اس فرقہ کے استیصال کے لئے بے روک پروپیگنڈا جاری ہے۔ حکومت اس پروپیگنڈے کو روکنے کے لئے کچھ نہیں کر رہی ہے۔ ان کی جان لوٹ کا خطرہ ہے۔ اگر ضروری ہوا۔ تو انہیں اپنا دفاع کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اس خط کے جواب میں ملک حبیب اللہ نے اپنے خفیہ خط نمبر ۹۹۳۱ بی۔ ڈی۔ ایس۔ بی مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۵۰ء میں بیورو کو اطلاع دی تھی۔ کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے خطبہ میں حوالہ غالباً ان تقریروں کی طرف ہے۔ جو مسلم لیگ میں مجلس احرار کے ادغام کے بعد سے احمدیوں کے خلاف نفرت کی مسلسل مہم شروع کئے ہوئے ہیں۔ اور یہ کہ متعدد مواقع پر حکومت کو احرار کی ان سرگرمیوں کی اطلاع دی گئی۔ تاکہ وہ کوئی کارروائی کرے۔ اور کہ مغربی پاکستان کے قانونی افسر نے کارروائی کرنے سے انکار کر دیا۔ تاکہ احرار کہیں سستی شہرت حاصل نہ کر لیں۔ اور احرار لیڈر تاج الدین انصاری کو وارننگ دی گئی ہے۔ اور اس پر بھی ان کی سرگرمیوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا اور گورنر کی جانب سے تازہ وارننگ کا انتظار کیا جا رہا ہے۔

احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ پہلی بار احرار کے ایک جلسہ میں منظر عام پر آیا۔ یہ جلسہ یکم مئی ۱۹۴۹ء کو پنڈ دادنخان میں منعقد ہوا تھا۔ اس کے بعد احرار کے زیر اہتمام جو پبلک جلسے منعقد ہوئے ان کا موضوع کلیۃً احمدی تھے۔ اور نہ صرف احمدی فرقہ کے لیڈروں بلکہ وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان کو برا بھلا کہا۔ سیالکوٹ میں ۲۶ اور ۲۷ نومبر ۱۹۴۹ء کو احرار نے جو تبلیغ کانفرنس منعقد کی۔ اور جس میں گیارہ ہزار افراد نے شرکت کی۔ ماسٹر تاج الدین۔ مولوی محمد حیات، مولوی محمد علی جالندھری شیخ حسام الدین۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے احمدیہ فرقے کے بانی اور چوہدری ظفر اللہ خان کو گالیاں دیں اور اس جلسہ میں جو تقریریں کی گئیں ان کا نمونہ مولوی محمد حیات کی تقریر کے ریکارڈ سے معلوم ہو گا انہوں نے کہا کہ - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - -

رپورٹنگ پولیس افسر جس نے اس تقریر کا ریکارڈ کارروائی کے لئے جائزہ لیا تھا کا یہ خیال تھا کہ یہ الفاظ محض بازاری سیاسی لیڈروں کا کاروبار سرمایہ ہیں۔ اور اس سے کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچا۔ (باقی)

دورہ پروگرام مکرم مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب انسپکٹر بیت المال

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ حلقہ مدراس و مالابار کے عہدیداران مال و پریذیڈنٹ صاحبان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مکرم مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق ماہ ستمبر ۱۹۵۴ء میں بغرض تشخیص بجٹ و معائنہ حسابات و وصولی چندہ جات دورہ کریں گے۔ توقع کی جاتی ہے کہ متعلقہ عہدیداران مال انسپکٹر صاحب موصوف سے اس سلسلہ میں پورا پورا تعاون کر کے جلد فارغ کرنے کی کوشش کریں گے۔

نمبر شمار	روانگی از جماعت	تاریخ روانگی	رسیدگی در جماعت	تاریخ رسیدگی
۱	قادیان	۱۰-۹-۵۴	مدراس	۱۴-۹-۵۴
۲	مدراس	۱۵-۹-۵۴	کوٹار	۱۶-۹-۵۴
۳	کوٹار	۱۶-۹-۵۴	کرونا گاپلی	۱۷-۹-۵۴
۴	کرونا گاپلی	۲۰-۹-۵۴	کالیکٹ	۲۱-۹-۵۴
۵	کالیکٹ	۲۴-۹-۵۴	کوڈلائی	۲۴-۹-۵۴
۶	کوڈلائی	۲۵-۹-۵۴	کالیکٹ	۲۵-۹-۵۴
۷	کالیکٹ	۲۶-۹-۵۴	منارگھاٹ	۲۶-۹-۵۴
۸	منارگھاٹ	۲۷-۹-۵۴	کالیکٹ	۲۷-۹-۵۴
۹	کالیکٹ	۲۸-۹-۵۴	کنانور	۲۸-۹-۵۴
۱۰	کنانور	۲۹-۹-۵۴	کوڈالی	۲۹-۹-۵۴
۱۱	کوڈالی	۲۹-۹-۵۴	کنانور	۲۹-۹-۵۴
۱۲	کنانور	۳۰-۹-۵۴	پینگاڈی مع تیلی چری	۳۰-۹-۵۴

نوٹ:- بجٹ ۱۹۵۵ء کی تیاری کے متعلق جملہ عہدیداران کو خاص طور پر تعاون کی تاکید کی جاتی ہے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

لازمی چندہ جات

اور

عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی ذمہ داریاں

اکثر جماعتوں کو بجٹ سال رواں ۱۹۵۴ء کے ابتدائی تین ماہ مئی۔ جون۔ جولائی میں ادائیگی کی چندہ جات کی پوزیشن ارسال کی جا چکی ہے۔ اور باقی جماعتوں کو بھجوائی جا چکی ہے جس سے جماعتوں کو ادائیگی چندہ جات کی رفتار کا بخوبی علم ہو جائے گا۔

یہ امر افسوس سے تحریر کرنا پڑتا ہے کہ بہت سی جماعتوں نے سال رواں کے ابتداء میں ہی غفلت سے کام لیا ہے۔ اور اس وجہ سے ان کے ذمہ سہ ماہی اول میں ہی کافی بقایا ہو گیا ہے۔ حالانکہ عہدیداران کو ہر ماہ باقاعدگی سے چندہ جات وصول کر کے مرکز میں ارسال کرنے چاہئیں

لہٰذا عہدیداران جماعت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جاتی ہے۔ کہ یہ عہدے ایک اہم امانت ہیں۔ جو پوری توجہ اور اخلاص سے کام کرنے اور مرکز کی مالی پوزیشن کو مضبوط کرنے کے لئے آپ کے سپرد کئے گئے ہیں۔

پس اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہونے کا یہی واحد حل ہے۔ کہ آپ پوری توجہ اور تندہی سے چندہ جات کی وصولی کریں۔ تا اسلام و احمدیت میں آپ کا نام درخشاں ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ پر درود و سلام بھیجیں۔ اور آپ کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے زمین و آسمان پر دیکھا جائے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

بقیہ: دمہ ورم سوا درجن ٹیکے خبیث روز میں لگتے ہیں (۴) خاکسار بوجہ ذات العمر سہ کے ملازمت سے فارغ ہو گیا ہے مستقل اور اچھی اور بابرکت ملازمت مطلوب ہے۔ خاکسار عبد الغفور ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کراچی۔

(۵) حبیب خواہ لئے بزرگ و برگزیدہ خدا کو اعلیٰ کامیابی امتحان وکالت میں عطا فرمائی ہے اسے دین و دنیا کی کامیابی کا موجب بنائے۔ خاکسار مبارک احمد زعیم مجلس خدام الاحمدیہ تیاپور (دکن) (۶) درویشان بابا عطا محمد صاحب و فضل الٰہی صاحب گجراتی احمدیہ شفاخانہ میں داخل ہیں۔ احباب ان سب کے لئے دعا فرمائیں۔

چندہ جلسہ سالانہ اور جماعت احمدیہ کا فرض

احباب جماعت کو علم ہے۔ کہ مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان میں سالانہ جلسہ ماہ دسمبر میں منعقد ہوتا ہے۔ جس میں شمولیت کے لئے ہندوستان کی جماعتوں کے احباب کے علاوہ پاکستان وغیرہ سے بھی زائرین جلسہ میں شمولیت کے لئے کافی تعداد میں قادیان آتے ہیں۔ ان مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام کرنے کے لئے اجناس اور دیگر اشیاء کافی وقت پہلے خرید کر ذخیرہ کرنی پڑتی ہیں۔ تاکہ ایام جلسہ میں پریشانی نہ ہو۔ لیکن یہ سب انتظام اسی صورت میں بہتر ہو سکتا ہے۔ جبکہ احباب جماعت قبل از وقت جلسہ سالانہ کا مقررہ چندہ ادا کر کے اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہوں۔ اس کی شرح سال بھر میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ بطور چندہ مقرر ہے۔ اور یہ بھی لازمی چندہ ہے۔

لہٰذا احباب جماعت اور عہدیداران مال متوجہ ہوں کہ اب جبکہ سال رواں کے آٹھ ماہ گذر چکے ہیں۔ اور صرف دو تین ماہ جلسہ کے انتظامات کرنے کے لئے باقی ہیں۔ وہ اس چندہ کی ادائیگی اور مرکز میں فوری ارسال کرنے کے لئے پوری کوشش کریں۔ تاکہ ضروریات قبل از وقت پوری کرنے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ امید ہے۔ احباب جماعت و عہدیداران اس فریضہ کی کما حقہ ادائیگی کر کے اپنے اخلاص اور مسابقت فی الخیرات کا ثبوت دیں گے۔ اور عند اللہ ماجور ہوں گے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

سیکرٹریان تعلیم و تربیت و صدر صاحبان جماعتہائے ہند کی توجہ کے لئے

نظارت ہذا کی طرف سے متعدد مرتبہ بذریعہ اعلانات بدر و بذریعہ خطوط سیکرٹریان تعلیم و تربیت اور صدر صاحبان کو توجہ دلائی جا چکی ہے کہ تعلیمی و تربیتی رپورٹیں باقاعدہ ماہوار نظارت ہذا کو بھجوائی جایا کریں۔ مگر افسوس ہے کہ سوائے معدودے چند جماعتوں کے کسی جماعت کے ان عہدیداروں نے توجہ نہیں کی۔ ماہوار رپورٹ کی اہمیت کئی بار واضح کی جا چکی ہے کہ اس کے ذریعہ مرکز کو بروقت جماعتوں کے مقامی حالات اور قابل اصلاح امور کا علم ہوتا ہے اور مرکز جلد مناسب ہدایات بھجوا سکتا ہے۔ اگر رپورٹ ہی نہیں آئے گی تو ہدایات کس طرح بھجوائی جائیں گی اور قابل اصلاح افراد کی اصلاح کس طرح ہو سکے گی۔ لہٰذا سیکرٹریان تعلیم سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے فرائض کو کما حقہ ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں گے۔ اور صدر صاحبان سے بھی امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنی نگرانی میں رپورٹیں بھجوائیں گے۔ بصورت دیگر عدم تعاون کرنے والے سیکرٹریان تعلیم اور صدر صاحبان کی فہرست ضروری کارروائی کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان میں پیش کی کر دی جائے گی۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

مختصر اور ضروری خبریں!

۲۶ اگست نئی دہلی۔ صدر کانگرس جواہر لال نہرو نے صوبائی کانگرس کمیٹیوں کے نام سرکلر میں متشددانہ طریق کار کی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے۔ آپ نے کہا ہے کہ ان متشددانہ سرگرمیوں سے سخت تشویش ہے کہ فرقہ وارانہ فسادات سے ملک بدنام ہو رہا ہے۔ آپ نے علیگڑھ، بیلی بھیت اور نظام آباد کے فسادات پر اظہار افسوس کیا ہے۔

شولاپور۔ کل بعد دوپہر نصف گھنٹہ میں سات اشتعال کو چھرے گھونپ دیئے گئے جن میں سے تین کی حالت نازک ہے۔ فساد کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔

۲۴ اگست متھرا۔ متھرا کے فساد کے نتیجہ میں دو سو کے قریب فسادی گرفتار کر لئے گئے۔ بعض غنڈوں نے ایک مسجد کے مینار توڑنے کی کوشش کی۔ صوبائی مسلح پولیس کا ایک دستہ متھرا میں مامور کر دیا گیا ہے۔

دہلی۔ آج ایک سبھا کے وقفہ سوالات میں وزیر ریلوے نے بتایا کہ امرتسر اور لاہور کے درمیان سواری گاڑی چلانے کی سکیم مکمل ہو چکی ہے۔ سرحدی ریلوے سٹیشنوں پر کسٹم اور پولیس چوکیاں قائم ہونے کے بعد دونوں کی آمد و رفت شروع ہو جائیگی۔

نئی دہلی۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ہندوستان کی اکیس ریاستوں میں کہیں بھی گائے نہیں کاٹی جاتی۔

ڈھاکہ۔ مشرقی بنگال کے بعض حصوں میں سیلاب پھر چڑھ آیا ہے۔ اور سابقہ سطح سے بھی تین فٹ اونچا ہو گیا ہے۔ وباؤں کے انسداد کے لئے خاص انتظامات کئے جا رہے ہیں۔

ڈھاکہ۔ صوبائی سیلاب امدادی کونسل نے حکومت کے اس فیصلہ کو سراہا ہے جس کی رو سے ریلیف کے عطیات کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

کراچی۔ آدم جی سنز کے مالک نے میمن ریلیف کمیٹی کے ایک اجلاس میں مشرقی بنگال کے سیلاب زدگان کے لئے ایک لاکھ روپیہ عطیہ دیا ہے۔

آگرہ۔ کل سہ پہر متھرا میں فرقہ وارانہ فساد شروع ہو گیا جب کسی شخص نے شری کرشن کی مورتی توڑ دی۔ فسادیوں نے مسلمانوں کے سات مکانات لوٹ لئے اور جلا دیئے۔ دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

لکھنؤ۔ ایک سرکاری رپورٹ کے مطابق دریائے گھاگرا، گنڈک اور راپتی میں طغیانی کے باعث چار سو دیہات زیر آب ہو گئے ہیں۔

دہلی۔ کل مشتعل موجیوں کا ایک گروہ مسجد قصاباں میں داخل ہو گیا۔ اور مسجد کا سامان توڑ دیا اس کے علاوہ نمازیوں کو بھی زد و کوب کیا۔

نئی دہلی۔ کانگرس پارلیمنٹری پارٹی کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر نہرو نے کہا۔ کہ چینی وزیراعظم مجھے بار بار مدعو کر چکے ہیں۔ میں جلد از جلد چین جانے کا خواہشمند ہوں۔

شیلانگ۔ آسام میں سیلاب کے نتیجہ میں ۱۷ افراد مر گئے۔ تین ہزار مویشی بہہ گئے اور دس ہزار مربعہ میل علاقہ زیر آب ہے۔

حیدر آباد۔ نظام آباد کے فسادات کے سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ مہاتما گاندھی جی کے مجسمہ پر پاکستانی جھنڈا لگانے والا گنگارام ایک ہندو تھا۔ اور یہ سوچے سمجھے منصوبے کے ماتحت کیا گیا تھا۔ غنڈوں نے صبح چار بجے ہی سے مسلم محلوں میں تیل ڈال ڈال کر آگ لگانی شروع کر دی تھی۔ عورتوں پر حملے کئے گئے۔ اور زیورات لوٹے گئے۔ مسلمانوں کا ۲۰ لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا ہے۔

کلکتہ۔ دریائے الدھکا پر ریل کا پُل ٹوٹ جانے سے ایک ریلوے انجن دریا میں گر پڑا جس سے پانچ اشخاص ہلاک ہو گئے پانی کی بلند لہریں انجن کو بہا لے گئیں۔ کوچ بہار جلپائی گوڑی کے علاقوں میں سیلاب سے بڑی تباہی پھیلی ہے۔ ان دونوں شہروں کے بڑے حصے پانی میں ڈوب گئے ہیں۔

ڈیرہ دون گڑھ۔ تین دن کی مسلسل بارش کے نتیجہ میں دریائے برہمپتر کے سیلاب سے ڈیرہ گڑھ شہر کا بڑا حصہ زیر آب ہے۔ پانی کی سطح اونچی ہو رہی ہے۔ لوگ مچانوں پر پناہ لے رہے ہیں۔

متھرا۔ شری ہرگوبند سہائے وزیر یو پی نے گئو رکشا اندولن کے متعلق تقریر کرتے ہوئے کہا کہ برہمچاری پر بھودت اس وقت کہاں تھے جب ایک روزانہ لاکھوں گائیں کٹواتے اور استعمال کرتے تھے۔ آپ نے کہا گائے کا گوشت انگریزوں کو سپلائی کرنے کے ٹھیکے انہی سرمایہ داروں کے پاس تھے۔ جو آج گئو رکشا اندولن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ مسٹر رتی جی اچاریہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ یہ اندولن محض ایک پولیٹیکل سٹنٹ ہے آپ نے کہا یہی فرقہ پرست ہیں جنہوں نے مہاتما گاندھی جی کو گولی سے مروا دیا تھا۔

کلکتہ۔ ڈاکٹر ایس کے مکرجی نے پیشگوئی کی ہے کہ آئندہ دس سال میں ہندوستان میں ۲۵ سخت زلزلے آئیں گے۔

لکھنؤ۔ بچوں کی پر اسرار بیماری ہندوستان کے بعض علاقوں کے علاوہ پاکستان میں بھی پھیل رہی ہے۔

کلکتہ۔ مغربی بنگال کے ضلع مالدہ میں پھر خطرناک سیلاب آ گیا ہے۔ پورے ضلع میں سیلاب کا پانی پھیل گیا ہے۔ اور نوے فی صدی فصل تباہ ہو گئی ہے۔

۲۵ اگست۔ دہلی۔ جمعیۃ علمائے ہند کے وفد کی ایک تحقیقی رپورٹ کے مطابق ہندو فرقہ پرست ادارے اس کوشش میں ہیں۔ کہ متھرا کی قدیم عیدگاہ کو مندر بنا ڈالیں چنانچہ ۲۲ اگست کو مسجد عیدگاہ پر جھنڈا گاڑنے اور مورتی رکھنے کے لئے ایک بڑا مجمع مسجد میں گھس گیا۔ اور مسجد کے منبر پر مورتی رکھ دی۔ پولیس کی مزاحمت کے وقت مورتی ٹوٹ گئی۔ اور ہندوؤں نے یہ کہہ کر کہ مورتی مسلمانوں نے توڑی ہے مسلم آبادی پر حملہ کر دیا۔

۲۶ اگست سرینگر۔ ایک سرکاری اعلان کے مطابق کشمیر کے سابق وزیر مال مرزا افضل بیگ پر جو گذشتہ سال شیخ عبداللہ کے ساتھ گرفتار ہوئے تھے یا ئلائٹس کا حملہ ہوا ہے۔ ان کا طبی معائنہ ہو رہا ہے۔

۲۷ اگست کلکتہ۔ گنگا اور برہم پتر کی زرخیز وادی کا ایک ہزار میل طویل علاقہ جس میں دو کروڑ نفوس آباد ہیں سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں۔ اس صدی میں ایسا تباہ کن سیلاب پہلے نہیں آیا۔ پچھلی طغیانی کا پانی ابھی خشک نہ ہوا تھا کہ دوسری آ گئی۔ ۲۵ ہزار مربعہ میل علاقہ زیر آب ہے۔

نئی دہلی۔ راج سبھا کی بھاری اکثریت نے حکومت کی خارجہ پالیسی کی تصدیق کر دی۔ مسٹر نہرو نے کہا ہماری خارجہ پالیسی کا مقصد تیسری جنگ کی تباہی سے بچنا ہے۔ آپ نے کہا ایشیا کی ترقی کے لئے امن بہت ضروری ہے۔

دہلی۔ جودھپور کے فرقہ وارانہ فسادات میں پولیس نے افسوسناک رویہ اختیار کیا ہے مسلمانوں کی رپورٹ تک درج نہیں کی گئی اور مسلمانوں ہی کی گرفتاریاں ہوئی ہیں۔ یاد رہے کہ پچھلے دنوں مسجد قصاباں میں نماز پڑھتے مسلمانوں پر موجیوں نے حملہ کر دیا تھا۔

۳۱ اگست نئی دہلی۔ بھارت نے مسلمانوں کی نسبت کے متعلق پاکستان کے پراپیگنڈا کے متعلق پاکستان سے زبردست احتجاج کیا ہے۔

جھنڈیگڑھ۔ پنجاب وزارت نے فیصلہ کیا ہے کہ اس سال بیدخل کئے گئے مزارع بحال کر دیئے جائیں گے۔

کوپن ہیگن۔ روس کا سمندری بیڑا ڈنمارک کی طرف بڑھ رہا ہے۔

نئی دہلی۔ چھوت چھات کو جرم قابل سزا قرار دینے کے بل پر کنہیا لال بالمیکی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جب تک برہمن اور بھنگی کے درمیان موجودہ خلیج کو پاٹا نہ جائے گا۔ اس وقت تک چھوت چھات ختم نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے شکایت کی کہ آج بھی ایسی ذہنیت کے لوگ ہیں۔ جو چھوت چھات کے خاتمہ پر رضامند نظر نہیں آتے۔ ایک برہمن نے مجھے کہا کیا چیونٹی سر پر جا سکتی ہے اور کیا ٹوپی پیروں میں آ سکتی ہے۔ اس قسم کی ذہنیت ختم ہو کر رہے گی۔ اگر مواقع دیئے جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک بھنگی پنڈت نہرو کی جگہ نہ بیٹھ سکے۔ بھنگی کے ساتھ کوئی تھالی میں کھانا نہیں کھا سکتا۔ پولیس ہریجنوں اور خاص طور پر بھنگیوں پر اپنے ظلم کرتی ہے۔ کہ ان کی کھال اتار دیتی ہے۔ ہم ان زیادتیوں کو کسی حال میں برداشت نہیں کریں گے۔ ہم سماج کی اصل ہیں۔ ہم مٹ گئے تو سماج کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اگر بھنگی اٹھانا چھوڑ دیں تو لازمی سروس کے قانون کے ماتحت ان سے زبردستی کام لیا جاتا ہے۔ ان کی روح کام نہیں کرتی۔ لیکن ان کو زبردستی کام کرنا پڑتا ہے۔ جب تک بھنگی کا اقتدار نہیں ہو گا۔ اس وقت تک چھوت چھات ختم کرنے کا کام مکمل نہیں ہو سکتا ہمیں سوراج کا کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں